مالک و مختار نبی ﷺ

تالیف: محمد فیاض خان (خوشاب)

جس کا ہر ہر لفظ محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے اور جس کی ہر ہر سطر عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرقع ہے جس کا ہر ہر صفحہ ذکر حبیب کبریا سے لبریز ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا
خالق کل نے تجھے مالک کل بنادیا
دو جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں

مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف! محمد فیاض خان (خوشاب)

ناشر
حق برادرز لاہور G-56، الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار، لاہور 0333-4431382

نام کتاب: .... مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نام مصنف: .... محمد فیاض خان

تاریخ اشاعت: .... ماہ ربیع الاوّل شریف

سال 2010ء

تعداد: 1100

ناشر: .... حق برادرز اردو بازار لاہور

قیمت: ....

ملنے کا پتہ

☆ جامعہ رضویہ سی بلاک، کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

حافظ عبدالغفار سیالوی مدرس (0306-4213058)

☆ جامعہ ضیاء القرآن بالمقابل پیل فیکٹری فیروزپور روڈ لاہور

قاری محمد اعظم خان چشتی (0300-4165994)

☆ مکتبہ سلطانیہ جامع مسجد بلال تحصیل آفس خوشاب

فہرست عنوانات

حرف آغاز وانتساب

الحمدللہ یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہی ہے۔ یہ کتاب صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو عام کرنے اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں حتی الامکان سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے تاکہ قارئین اس کو آسانی سے سمجھ سکیں اوران کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور وتاباں ہوسکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میری اس کاوش کو مقبول عام بنائے اور اس سے عام مسلمانوں کو مستفید ہونے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔ میں مشکور ہوں علامہ دلدار حسین رضوی، علامہ قاری غلام یاسین صاحب اور علامہ عبدالغفار چشتی صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی

میں اپنی اس محبت بھری کاوش کو جگر گوشہ ضیاء الامت صاحبزادہ والا شان حضرت صاحبزادہ پیر ابوالحسن **محمد شاہ** صاحب الازہری کے نام کرتا ہوں

محمد فیاض خان

خوشاب

عرض ناشر

زیر نظر کتاب اپنی اہمیت وفضلیت پر خود دلیل ہے۔ اسے پڑھ کر یقیناً ہر قاری یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ یہ ایک عظیم کتاب ہے اگرچہ زیادہ ضخیم نہیں ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر لکھا ہوا ایک لفظ بھی عظیم ہے۔ لیکن اگر اس پر سطروں کی سطریں، جملوں پہ جملے، صفحات واوراق رقم دیئے گئے ہوں تو اس کی اہمیت کی انتہا نہیں رہتی۔

پھر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے متعلق عقائد ونظریات کے حوالے سے اس کی اہمیت الگ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب ہر دو حوالے سے بڑی بزرگی کی حامل ہے۔ جس کو ہمارے محترم ومکرم دوست حضرت علامہ مولانا محمد ریاض خان بلوچ چشتی نے تحریر کیا ہے۔ اس کی عبارت کو آسان بنانے میں یقیناً انہوں نے ایک کردار ادا کیا ہے اور اپنے موضوع کو نبھانے میں جو دلائل پیش کیے ہیں ان کو پڑھ کر ہی ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکتا ہے اس کو چھاپنے کی ذمہ داری حق برادر نے قبول کی ہے۔ یہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے۔

ہمیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ یہ کتاب خود اپنا آپ منوائے گی۔ تو پھر بار بار چھپے گی۔ ہم حضرت علامہ صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو چھاپنے کی سعادت ہمیں عطا کی ہے۔ علامہ صاحب یقیناً قوم کا سرمایہ ہیں۔ محنتی ہیں انہیں کام کرنے کا شوق ہے۔

ادارہ کی طرف سے قارئین کو تعاون کی اپیل ہے اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو نشاندہی فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔ شکریہ

دعا گو

ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا۔ (الاحزاب)

ترجمہ: نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار نہ ہوا اپنے اس معاملہ میں۔ اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کی رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہی رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شادی کا پروگرام بنایا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کیلئے اپنی پھوپھی زاد حضرت امیمہ بن عبدالمطلب کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ منتخب فرمایا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو خاندانی تفاوت اور ظاہری صورت حال کو دیکھ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس رشتہ کو منظور کرنے سے انکار کردیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی نے یہ نہ دیکھا کہ رشتہ کے لئے پیغام دینے والا کون ہے صرف یہ دیکھا کہ پیغام کس کے لئے ہے۔

ادھر انکار ہوا ادھر رب ذوالجلال نے قرآن مقدس میں حکم دے کر اہل ایمان سے یہ حق لے لیا کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کا حکم دیں اب اس کام میں کسی مسلمان مرد اور عورت کو کوئی اختیار نہیں۔ خواہ وہ حکم مسلمانوں کے ذاتی معاملات میں ہو یا نجی معاملات میں اجتماعی معامات ہوں یا انفرادی معاملات۔ ان کے رشتہ داروں کے متعلق ہو یا ان کی اولاد کے متعلق۔ ان کے مال کے متعلق ہو یا ان کی جان کے متعلق ہو۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے بعد اہل ایمان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اب اس معاملہ میں اپنی رائے دیں یا لیت ولعل سے کام لیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو یہ کھلی گمراہی ہوگی۔

اس آیت مقدسہ کے نزول کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی رضی اللہ عنہ نے اس نکاح پر رضامندی ظاہر کر دی اور بخیر وخوبی نکاح ہو گیا۔

بعد ازاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو کر ام المومنین بنیں۔

میری مرضی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے تابع ہے

انصار کا معمول تھا کہ جب ان کی کوئی خاتون بیوہ ہو جاتی تو وہ اس کا دوسرا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیے بغیر نہ کرتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا کہ ''اپنی بیوہ بیٹی کا نکاح مجھے کرنے دو'' انہوں عرض کیا۔ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا کرم اور انعام ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میں خود اس سے نکاح کا ارادہ نہیں رکھتا" انصاری نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کے ساتھ میری بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جلیبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ"

انصاری نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی بیوی کے ساتھ مشورہ کرلوں" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انصاری اپنی اہلیہ سے اس بارے میں مشورہ کرنے گیا تو وہ کچھ تو حضرت جلیبیب کی کم روئی کی وجہ سے اور کچھ ان کی مزاحیہ طبیعت کی وجہ سے رشتہ دینے میں متذبذب ہوئیں۔ لڑکی نہایت زیرک، دانا اور مخلص مومنہ تھی اس کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے والدین کو اللہ تعالی کا یہ حکم یاد دلایا کہ "جب اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کا فیصلہ کرلیں تو کسی مسلمان کو اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں" پھر کہا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو رد کرنا چاہتے ہیں ۔ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کردیں وہ مجھے کبھی ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ میری مرضی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے تابع ہے۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشاد بسروچشم منظور وقبول ہے۔

لڑکی کے والد نے خدمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکی کی سعادتمندی پر بہت مسرور ہوئے اور اس کے حق میں دعا فرمائی۔

"الٰہی اس لڑکی پر خیر کی بوچھاڑ کردے اور اس کی زندگی کو گدلا اور مکدر نہ کر"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلبیب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ فلاں لڑکی سے تمہارا نکاح کرتا ہوں۔

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کھوٹا پائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''نہیں'' اللہ تعالی کے نزدیک تم کھوٹے نہیں ہو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جلبیب رضی اللہ عنہ کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر ہوا کہ اللہ تعالی نے ان دونوں کی گھریلو زندگی کو جنت بنا دیا اور وہ نہایت آسودہ حال ہو گئے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ انصار کی کوئی عورت اس خاتون سے زیادہ تونگر اور شاہ خرچ نہ تھی۔

یہ نہ دیکھو کہ رشتہ کس کے لئے ہے
یہ دیکھو کہ پیغام کس نے بھیجا ہے

حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ کا اصل نام تو سعد تھا لیکن ان کی غیر معمولی سیاہ رنگت کی وجہ سے لوگ ان کو ''سعد الاسود'' یا ''اسود'' کہتے تھے۔ حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے قبیلہ سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ایک دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شادی کرنا چاہتا ہوں
لیکن کوئی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھ کو رشتہ دینے پر راضی
نہیں ہوتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پیغام دیئے لیکن سب
نے رد کر دیئے۔ان میں سے کچھ یہاں موجود ہیں اور کچھ غیر
حاضر ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس سیاہ فام نورانی جبلت کے حامل، جوش ایمان اور اخلاص فی الدین میں بلند مرتبہ پر فائز غلام کی محبت بھری آرزو اور درخواست کو ملاحظہ فرمایا تو حضور سرورکونین ۔ بیکسوں کے والی، حاجت مندوں کے ملجاء وماوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوارا نہ کیا کہ لوگ محض اس کی غربت اور ظاہری حسن و جمال سے محرومی کی وجہ سے میرے اس جانثار سے یہ سلوک کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) گھبراؤ نہیں میں تمہاری شادی کا بندوبست کر دیتا ہوں ۔اور ارشاد فرمایا کہ تم اسی وقت حضرت عمرو بن وہب ثقفی رضی اللہ عنہ کے گھر جاؤ اور سلام کے بعد اس سے کہو کہ تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کہ اپنی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کردیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ انتہائی خوشی خوشی حضرت عمرو بن وہب ثقفی رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب چل دیئے

حضرت عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ جو ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کے مزاج میں ابھی تک زمانہ جاہلیت کا اثر موجود تھا۔وہ بھی گھر سے باہر نکلے تو راستے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ پوچھا کے اے سعد رضی اللہ عنہ اس وقت اور اس حال میں کہاں کا ارادہ ہے اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سن کر انہیں بڑی حیرت ہوئی اور سوچا کہ کہاں میری ماہ پیکر ذہین وفطین حسن و جمال میں اپنی مثال آپ بیٹی اور کہاں یہ رنگ کا کالا اور بے گھر بے سرو سامانی کی منہ بولتی تصویر۔ دل ہی دل میں سوچا کہ مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے اور یہ شادی نہیں ہو سکتی۔

مجھے یہ رشتہ منظور ہے

انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اس پیغام کو رد کر دیا اور بڑی سختی سے انہیں واپس جانے کا حکم دیا۔ ادھر حضرت عمرو اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی گفتگو ہو رہی تھی ادھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی لخت جگر یہ ساری گفتگو سن رہی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے چلے اور حضرت عمرو رضی اللہ گھر میں داخل ہوئے تو بیٹی نے بے قراری سے پوچھا ابا جان کیا معاملہ ہے آپ پریشان ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ اگر تم بھی سن لو پریشان ہو جاؤ پوچھا اصل بات کیا تو فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام لیکر سعد رضی اللہ عنہ (جو رنگ کے کالے ہیں نہ گھر ہے نہ مال ومتاع ہے) آئے کہ تیرا رشتہ سعد سے کر دیا جائے اس سعادت مند بیٹی نے پوچھا کہ پھر آپ نے کیا جواب دیا فرمایا کہ میں نے انکار کر دیا اس نیک بخت بیٹی نے کہا کہ ابا جان تم نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے مجھے یہ رشتہ منظور ہے فوراً سعد رضی اللہ عنہ کو بلاؤ جب جناب عمرو نے کچھ تاخیر کی تو وہ نیک بخت دوشیزہ لپک کر دروازہ پر آئی اور آواز دی۔

"اللہ کے بندے واپس آجاؤ، اگر واقعی تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کے لئے تیار ہوں جس بات سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو

میں بھی اس پر راضی ہوں''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ آگے بڑھ چکے تھے ۔انہوں نے لڑکی کی آواز نہ سنی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد اس نیک بخت دوشیزہ نے اپنے والد سے کہا کہ'' ابا جان قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا کرے اپنی نجات کی کوشش کیجیے۔آپ رضی اللہ عنہ نے بڑا غضب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی پروانہ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کے ساتھ یہ سلوک کیا ۔تم نے صرف یہ دیکھا کہ پیغام کس کے لئے ہے یہ نہ دیکھا کہ پیغام دینے والا کون ہے''

جناب عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی یہ بات سنی تو بہت پشیمان ہوئے اور اپنی بیٹی کو لے کر فوراً خدمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ'' تم ہی نے میرے بھیجے ہوئے آدمی کو لوٹایا ہے''

حضرت عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میں نے ہی اس آدمی کو واپس بھیجا ہے مگر یہ غلطی لاعلمی میں ہوئی میں اس آدمی سے واقف نہ تھا اس لئے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا۔اب لڑکی کو ساتھ لایا ہوں اور مجھے یہ رشتہ بسر وچشم منظور ہے''۔

سعد تمہاری شادی ہوگئی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن وہب ثقفی رضی

اللہ عنہ کا عذر قبول فرمایا اور حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ کا نکاح اس نیک بخت دوشیزہ سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سعد اب تمہاری شادی اس دوشیزہ سے ہو چکی اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔

تحائف کی خریداری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بے حد مسرور ہوئے اور خدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھ کر سیدھے بازار گئے اور ارادہ کیا کہ نو بیاہتا دلہن کے لیے کچھ تحائف خریدوں ابھی کوئی چیز خریدی نہ تھی کہ کانوں پر ایک آواز پڑی کہ منادی اعلان کر کے پکار رہا ہے کہ

جنت کی بشارت

''اے شہسوار و جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ نئی نئی شادی ہوئی تھی ابھی دلہن کا حسن و جمال دیکھا بھی نہ تھا دل میں ہزار امنگیں اور ارمان تھے بے انداز آرزوئیں اور خواب تھے۔ بار بار مایوس ہونے کے بعد شادی کا مژدہ سنا لیکن منادی کی آواز سن کر ایمان سے پر جوش جذبات غالب آ گئے۔ اور نو عروسہ کے لئے تحائف خریدنے کا خیال دل سے کافور ہو گیا اور جو رقم تحائف کے لئے لائے تھے اسی سے گھوڑا، تلوار، نیزہ اور دیگر سامان حرب خریدا سر پر عمامہ باندھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں غزوہ پر جانے والے مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ اس سے پہلے نہ ان کے پاس گھوڑا تھا اور نہ نیزہ نہ تلوار اور نہ ہی اس طرح عمامہ سر پر سجایا تھا اس لئے کوئی پہچان نہ سکا کہ یہ سعد الاسود رضی اللہ عنہ ہیں۔ میدان جہاد میں پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے جوش شجاعت کے جوہر دکھائے اور اس انداز میں داد شجاعت

دی کہ بڑے بڑے شہسواروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ جب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ذرا سا اڑا تو گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا ہی لڑنا شروع کر دیا ایک موقع پر سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور آواز دی اے سعد (رضی اللہ عنہ) لیکن سعد اس وقت دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر دادِ شجاعت دے رہے تھے اور اس وارفتگی کے ساتھ مصروفِ جہاد تھے کہ اپنے آقا و مولیٰ کی آواز کی خبر نہ رہی اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سعد کی شادی جنت میں ہو گئی ہے

جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کا سر اپنی گود میں لے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا

> ''میں نے سعد (رضی اللہ عنہ) کا عقد عمرو بن وہب کی لڑکی سے کر دیا تھا اس لئے اس متروکہ سامان کی وہی لڑکی مالک ہے سعد کے ہتھیار اور گھوڑا اسی کے پاس پہنچا دو اور اس کے ماں باپ سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے بہتر لڑکی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عطا کر دی ہے اور اس کی شادی جنت میں ہو گئی ہے''۔

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ سے پانی آتا تھا جس سے اہل مدینہ اپنی زمینوں کو سیراب کرتے۔ اور اپنے اپنے باغوں کو پانی دیتے۔ اس پانی پر حضرت زبیر رضی

اللہ عنہا اور ایک انصاری کے درمیان تنازعہ ہوگیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا باغ اونچی جگہ پر تھا جب کہ انصاری کا باغ ذرا نیچے تھا۔ جھگڑا طول پکڑ گیا تو معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو کا موقف سنا اور فرمایا کہ اے زبیر پہلے تم اپنے باغ کو سیراب کرلیا کرو پھر اپنے انصاری بھائی کے باغ میں پانی چھوڑ دیا کرو۔

اس پر انصاری نے کہا کہ زبیر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ (اس لئے رعایت دی گئی ہے) بخاری شریف

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے وہ مومن نہیں

ایک منافق اور یہودی کے مابین کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ دونوں معاملہ سلجھانے اور فیصلہ کروانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق کے فیصلہ فرمایا۔

منافق نے یہودی سے کہا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاملہ سمجھا نہیں سکا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ فیصلہ کرواتے ہیں۔ چنانچہ ہر دو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودی نے عرض کیا کہ اے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قضیے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا تو اس نے تائید میں جواب دیا۔ اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھی وہی فیصلہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے۔

منافق اس پر بھی راضی نہ ہوا اور یہ سوچ کر کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کفار پر بہت سخت ہیں کہا کہ اس قضیے کا فیصلہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کرواتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حاضر ہوتے ہی یہودی نے عرض کیا کہ اس تنازعے کا فیصلہ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) میرے حق میں دے چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہ یہودی سچ کہتا ہے تو اس پر منافق نے کہا کہ میں اپنا معاملہ ان کو سمجھا نہیں سکا اس لئے یہ فیصلہ یہودی کے حق میں کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر میں ابھی اس کا فیصلہ کرتا ہوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے اور اپنی تلوار نکال کر اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرے گی۔

اس منافق کے ورثاء قصاص کا مطالبہ لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر ساری صورت حال عرض کی۔ جس پر رب کریم نے فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً۔ (النساء)

ترجمہ: پس (اے مصطفیٰ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس

سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کرلیں دل و جان سے۔

کتنا پیارا اسلوب تخاطب ہے۔ کہ فرمایا پس تیرے رب ہونے کی قسم۔ جب تک لوگ اپنے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حاکم نہ مان لیں یہ مومن نہیں ہیں۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار

اگر قسم سے صرف تاکید ہی مقصود ہوتی تو ارشاد ہوتا ''واللہ'' اللہ کی قسم۔ مگر یہاں صرف تاکید مقصود نہ تھی بلکہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار مقصود تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کا اظہار بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب ہونے سے ظاہر فرما رہا ہے۔

حکم مصطفیٰ ﷺ حکمِ خدا ہے

بہر حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حکم، فیصلہ فرما دیں وہ حرف آخر ہے اس لئے کہ وہ حکمِ خدا ہے لہٰذا اس میں تغیر و تبدل نہیں ہے اس میں لیت و لعل نہیں۔ بلکہ ایمان کی شرط ہے کہ بندہ مومن محبوب کبریاء علیہ التحیۃ والثناء کے ہر فیصلہ کو بلا چوں و چرا تسلیم کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ایک ہے اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ...... الخ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا ایک ہی ہے

اس آیت مقدس میں ''اذا دعاکم'' ارشاد فرما کر واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ایک ہے۔ کیوں کہ یہاں ''دعا'' صیغہ واحد ذکر فرمایا جب کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہے مگر دونوں کا ذکر صیغہ واحد سے فرما کر واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلانا علیحدہ علیحدہ نہیں ہے بلکہ دونوں کا بلانا ایک ہے۔

حضرت سعد کیلئے سونا پہنا حلال فرمادیا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ہوتی تھی لوگوں نے اعتراض کیا کہ سونا حرام ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی میں نے خود نہیں پہنی بلکہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ کرم سے پہنائی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ جب مال تقسیم ہو چکا تو صرف یہ انگوٹھی باقی بچ گئی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاروں طرف بغور دیکھا پھر مجھے طلب فرما کر اپنے دستِ کرم سے یہ انگوٹھی مجھے پہنائی۔ فرمایا اب میں ا[illegible] ہے کیسے اتاروں۔

نوٹ! سونا مرد کے لئے پہننا حرام ہے مگر مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے لئے چاہیں اسے حلال فرمائیں یہ سب اختیارات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔

حالت نماز میں حکم مصطفیٰ ﷺ کی تعمیل ضروری ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی نماز مکمل فرمائی اور حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سعید (رضی اللہ عنہ) دیر کیوں لگادی۔ عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نماز پڑھ رہا تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی۔ (بخاری شریف)

حکم مصطفیٰ ﷺ کی تعمیل سے نماز نہیں ٹوٹتی اگرچہ رخ قبلہ سے ہٹ جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور انہیں پکارا۔ اے ابی (رضی اللہ عنہ) وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا مگر جواب نہ دیا۔ اور اپنی نماز مختصر کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وعلیک السلام۔ اے ابی (رضی اللہ عنہ) جب میں نے تجھے بلایا تو تجھے جواب دینے سے کیا چیز رکاوٹ تھی۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کے کلام میں جو اس نے مجھ پر نازل کیا نہیں پایا کہ

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ.........الخ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ (ترمذی شریف)

اگر نمازی نماز چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں وہ کام کرے۔ کلام کرے۔ کعبہ سے سینہ پھیرے مگر نماز نہیں ٹوٹے گی۔ بلکہ سرکار دوجہاں صلی علیہ وآلہ وسلم جس کام کا حکم دیں وہ کام سرانجام دے جب سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں جہاں سے نماز چھوڑی وہیں سے شروع کردے گویا کہ اس کی نماز نہیں ٹوٹی وہ سارے کاموں کے دوران حالت نماز میں ہی رہا کیوں کہ وہ حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہی ہے۔

امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ نمازی کا سینہ بھی قبلہ سے پھر گیا مگر سینہ کدھر پھرا جو قبلہ کا بھی قبلہ ہے۔ اگرچہ نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر کلام کس سے کیا جس ذات کو سلام کرنا نماز میں بھی واجب ہے بغیر سلام کے نماز ادا ہی نہیں ہوتی۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کعبۃ اللہ کا مقامِ ابراہیم کو سجدہ کرنا

کعبۃ اللہ نے بھی ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف سجدہ کیا تھا۔ (مدارج النبوۃ)

نماز چھوڑ کا خدمت مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہونا واجب ہے

اگر کوئی آدمی فرض نماز یا نفل نماز ادا کر رہا ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اس پر واجب ہے کہ وہ نماز چھوڑ دے اور خدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

دستِ مصطفیٰ ﷺ میں ہے باطل کی موت

قریش مکہ سامان حرب سے لیس ہو کر اہل اسلام کو ختم کرنے کے لئے نکلے۔ ادھر اہل اسلام بھی دشمنان اسلام سے مقابلہ کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے دونوں لشکروں کا مقام بدر میں آمنا سامنا ہوا۔ کفار مکہ کے پاس سامان جنگ کی کثرت اور اشیاء خورد ونوش کی فراوانی تھی جب کہ اہل اسلام کے پاس اللہ تعالیٰ پر توکل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت، برکت اور مدد تھی۔

ادھر کفار سامان جنگ سے لیس۔ ادھر مسلمان بے سروسانی کے عالم میں۔

ادھر کفار کے پاس وافر مقدار میں خورد ونوش ادھر مسلمان حالت روزہ میں۔

تیرا سچا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا

یہ سب کچھ دیکھ کر محبوب کبریاء، رؤف ورحیم، مہربان اور شفیق نبی علیہ والصلوٰۃ السلام نے اہل اسلام کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائیں کیں۔ اتنی گریہ زاری کی کہ اس جگہ کی کنکریاں بھی تر ہوگئیں۔ بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ

اے پروردگار اگر یہ چھوٹی سی جماعت شکست کھا گئی تو دنیا میں تیرا سچا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا اسی حال میں سجدہ سے سر انور کو اٹھایا اور مٹھی بھر مٹی لیکر لشکر کفار کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ مٹھی بھر مٹی تھی یا دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں باطل کے لئے سامانِ موت کہ تمام کفار کی آنکھوں میں ایسی لگی وہ تمام آنکھیں ملتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ فرمایا کہ

﴿ومارميت اذ رميت ولكن الله رمى﴾

ترجمہ: اور آپ نے نہیں پھینکی جب کہ آپ نے پھینکی ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہیں۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مٹی پھینکی تو وہ آپ نے نہیں اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ کیسا محبت بھرا انداز کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل فرمایا یعنی وہ ہاتھ ہو ظاہراً پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ تھے لیکن حقیت میں ید اللہ (اللہ تعالیٰ کے دست قدرت) تھے۔

اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

اول۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رحمت میں فرق نہ آئے

دوم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فعل، فعل خدا ٹھہرے

صرف یہی نہیں بلکہ بیعت رضوان کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمایا۔

﴿اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُاللهِ فَوقَ اَيدِيهِم﴾ (الفتح)

ترجمہ: (اے جان عالم) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ

کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

حضور ﷺ کا ہاتھ ید اللہ ہے

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ وہاں سے آپ رضی اللہ عنہ نے واپسی میں دیر لگادی ادھر لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے بیعت جہاد لی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ ہاتھ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے جب کہ دائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ہے، میں خود اپنے ہاتھ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں۔۔

مسلمان بیعت کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت لی اپنے ہاتھ پر۔اور اپنے ہی ہاتھ مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرما کر حضرت عثمان کی طرف سے بیعت لی اپنے بابرکت ہاتھ پر۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد و پیمان کررہے ہیں ۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں سے عہد و پیمان لے رہے ہیں۔

اللہ تعالی کو یہ انداز محبت اور اداء ناز اس قدر پسند آئی کہ فرمایا کہ اہل وفا نے جو پیکر وفا کے بابرکت ہاتھ پر بیعت جہاد کی ہے وہ اللہ تعالی کے دست قدرت پر بیعت کی ہے۔یعنی صحابہ کرام نے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی وہ اللہ تعالی کے دست قدرت پر بیعت کی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بابرکت ہاتھ دست قدرت ٹھہرا۔

فرمان رب کائنات ہے

﴿مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ﴾

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

ظاہراً کام حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرمار ہے ہیں مگر حقیقت میں وہ کام اللہ رب العزت کر رہا ہے۔

گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مسعود سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ظہور ہو رہا ہے

مرضیء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

17 ماہ مسلمانوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی۔ یہودی طعنہ دیتے کہ مسلمان باقی معاملات میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ ایک دن یہ باقی معاملات میں بھی ہماری مخالفت چھوڑ کر موافقت کریں گے۔ یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گراں گزرتی تھی۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بغیر اس کے حکم کے کچھ بھی عرض نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا رد نہیں ہوئی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار آسمانوں کی طرف نگاہ اٹھائی کہ ابھی وحی آتی ہے۔ ایک روایت

میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرمار ہے ہیں ۔ دوران نماز بار بار اسی غرض سے کہ ہمارا قبلہ تبدیل ہو جائے آسمان کی طرف دیکھا ابھی کچھ نماز ادا فرما چکے تھے۔

اللہ تعالی کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اسی وقت جبریل امین کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا پیغام پہنچاؤ۔ ارشاد باری تعالی ہے:

قدنری تقلبك وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها .... الخ

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں ۔ لو اب پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس طرف۔

کیسا محبت بھرا انداز ہے پہلے فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھانا پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی سے قبلہ تبدیل کر دیں گے۔

پہلے فرمایا کہ قبلہ تمہاری مرضی سے بنادیں گے پھر فورا فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا منشاء وارادہ مسجد حرام ہے اس لئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیا۔

جیسے ہی محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیرا اصحابہ کرام نے بھی فورا اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اپنے رخ مسجد

حرام کی طرف پھیر کر اپنے مقام ومرتبہ میں اضافہ کرلیا۔

حالت نماز میں رب کبریا سے تحویل قبلہ کی طلب کی تو رب کائنات نے حالت نماز میں ہی تحویل قبلہ کا حکم دے دیا۔

خواہشات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اے محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہشات کو پورا کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

دشمنانِ مصطفیٰ ہی بے نام ونشان ہوں گے

جب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو عاص بن وائل لعنتی نے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں اس کے پاس سے ہو کر آیا ہوں جس کا نام ونشان مٹ چکا ہے (یعنی جس کی اولاد نرینہ نہیں ہے)۔ جب اس ملعون کی یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت دکھ ہوا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ انا اعطیناك الکوثر فصل لربك وانحر ۔ ان شانئك هو الابتر ﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و بے حساب عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کیلئے اور قربانی دیں (اسی کی خاطر) یقیناً جو آپ کا دشمن ہے وہی بے نام (ونشان) ہوگا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دشمنوں کی ان باتوں سے پریشان نہ

ہوں ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولاد کثیر عطا فرمائی ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہی بے نام و نشان ہوں گے ۔

سبحان اللہ عظمت مصطفیٰ کے کیا کہنے کہ کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف و رنج پہنچانے کی بے مقصد اور بے ہودہ کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ محبت و پیار سے اس تکلیف و رنج کو دور فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و تشفی کرا دیتا ہے ۔

''کوثر'' کے متعدد معانی ہیں

جن میں خیر کثیر، حوض کوثر، کثرت ذکر، کثرت اولاد وغیرہ

اللہ رب العزت تو واضح اعلان فرما رہا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم نے آپ کو خیر کثیر دیا ہے ۔ وہ ذات خیر کثیر دے رہی ہے جس کا اعلان ہے کہ ''متاع الدنیا قلیل'' دنیا کا مال و متاع تھوڑا ہے ۔ یعنی اے محبوب یہ دنیا اور اس کا ساز و سامان، مال و متاع تھوڑا ہے اور ہم نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا ہے کہ کثیر (بہت زیادہ) ہے

آج کے اس جدید دور میں جب کہ انسان ترقی کی بلندیوں کو چھو رہا ہے مگر ابھی تک انسان زمین کے اندر کے خزانوں کا کماحقہ کھوج نہیں لگا سکا ۔ پوری دنیا کے مال و متاع اور خزانوں کا اندازہ عقل انسانی کے بس میں کہاں ۔ جب ہم سب مل کر بھی اس کے دنیا کے خزانوں کا اندازہ و تخمینہ نہیں لگا سکتے تو محبوب کبریاء علیہ التحیۃ والثناء کو جو ان کے رب نے خیر کثیر (بہت زیادہ خزانے) عطا فرمائے ہیں ہم اس کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم دے کر مبعوث فرمایا گیا ۔ اور رعب کے ساتھ میری مدد

فرمائی گئی ہے۔اورایک روز میں سورہا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو تشریف لے گئے ہیں اور اب تم ان خزانوں کی دولت نکال رہے ہو۔(بخاری شریف)

میں نے تمہارا خون کافروں پر حرام کیا ہے

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو تیس ہزار جانثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔حضرت عبداللہ بن ذوالجبادین رضی اللہ عنہ بھی ان جانثاروں میں شامل تھے چلنے سے پہلے یا اثنائے راہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے رتبہ شہادت پر فائز کرے''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''جاؤ کسی درخت کی کھال اتار لاؤ''

جب وہ کھال اتار لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھال ان کے بازو پر باندھ دی اور فرمایا

''میں عبداللہ کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خون کافروں پر حرام کررہے ہیں لیکن میں تو شہادت پانے کا طلب گار

ہوں''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جب تم راہِ خدا میں جہاد کی نیت سے نکل آئے اور پھر لڑائی سے پہلے تمہیں بخار آ جائے اور اس بخار سے تم وفات پا جاؤ تب بھی تم شہید ہو''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے۔ جب لشکر اسلام تبوک پہنچا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شدید بخار ہوا اور وہ اسی بخار میں لشکر گاہ سے عالم بقا کو سدھار گئے اور اپنے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پاک کے مطابق مرتبہ شہادت کو پہنچ گئے۔ تدفین رات کے وقت عمل میں لائی گئی۔ اس وقت چشم فلک نے عجیب منظر دیکھا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مشعل تھی اور اس کی روشنی میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر قبر کھود رہے تھے جب قبر تیار ہو چکی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں رفیقوں کی مدد سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی میت کو لحد میں رکھا اس وقت ان سے فرما رہے تھے۔ ادبا الی اخاکما (اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو) جب قبر پر مٹی ڈالی جا چکی تو سید المرسلین نے دعا مانگی۔ ''الٰہی میں اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی رہ''۔

کاش مرنے والے کی جگہ ہم ہوتے

فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اس موقع پر موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سن کر میرا جی چاہا کہ اے کاش! عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی جگہ مجھے موت آ جاتی (یعنی قبر والے کی جگہ میں

ہوتا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے مجھے دفن کرتے اور میرے لئے اسی طرح دعا فرماتے)۔

اللہ تعالیٰ تجھے اپنا محبوب بنالے گا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ....الخ

ترجمہ:(اے محبوب!) آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو ارشاد فرما دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔

اے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اگر تُو واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو تُو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور اتباع کر تو اب اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ محبت کرے گا اور تجھے اپنا محبوب بنالے گا۔ تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوجا اللہ تعالیٰ تیرا ہو جائے گا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف اسی سے محبت کرے گا تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع وفرمانبردار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کس سے محبت فرماتا ہے؟

جس کو محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پیار ہوگا جتنا اور جس قدر پیا ہوگا وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔

اور جس کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار ہوگا وہ کثرت سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر کرے گا کیونکہ سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں

﴿من احب شیئا اکثر ذکرہ﴾

جس کو جس سے پیار ہوتا ہے وہ اسی کا ذکر کثرت سے کرتا ہے

جس سے جس کو پیار ہوگا وہ اس کا ذکر تنہائی میں بھی کرے گا۔ جلوت، خلوت، رات ہو یا دن ہو خوشی ہو یا غمی ہو وہ ہر حال میں اپنے محبوب کا ہی ذکر کرے گا

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کثرتِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے

آج مشاہدہ گواہ ہے کہ کون کثرت سے ذکر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کر کے اللہ تعالی کا محبوب ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اہل سنت و جماعت کی ہر محفل خواہ وہ خوشی کی ہو یا غمی کی ہو اس کی محافل میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر ہی ہوتا ہے۔ اور سال بھر کبھی میلاد شریف، تو کبھی معراج شریف، کبھی محبوب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یاروں کا ذکر تو کبھی اہل بیت اطہار کے تذکرے کبھی اولیاء کاملین کا ذکر۔ الغرض جب بھی دیکھو وہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر میں مسرور ہیں بلکہ ان کا محبوب مشغلہ ہے

کہ جب نہیں ملتی کہیں سے بھی سکون کی دولت
تیرے دیوانے تیری محفل سجا لیتے ہیں

اے گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے تو پیاس بجھا لیتے ہیں

ہر لمحہ فضا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گونج رہی ہے

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

ورفعنالك ذكرك

ترجمہ: اور ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔

جب یہ آیت مقدسہ لیکر جبریل امین حاضر خدمت ہوئے تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیسے بلند کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا کہ ذکر بلند کرنے والا سوال کرنے والے سے بہتر جانتا ہے تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ" **اذا ذكرت ذكرت معى**" جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا۔

اب مشاہدہ گواہ ہے کہ اس کائنات کے کونے کونے میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہے۔

جب کائنات کی ہر چیز چرند، پرند، شجر، حجر، جن وانس حتی کہ ساری مخلوق کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جب ساری مخلوق ہر لحظہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو اعلان رب کائنات کے مطابق وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کرتی ہے۔ جب پتہ پتہ، ڈالی ڈالی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہوگی۔ جب پرندوں کی چہچہاہٹ میں اللہ کا ذکر ہوتا ہوگا درختوں کی سنسناہٹ میں اللہ کا ذکر ہوتا ہوگا۔

بادلوں کی گرج میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہوگا۔دریاؤں کی روانیوں، بحرذخار کی جولانیوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہوگا تو اس جگہ اللہ کے اس محبوب کا ذکر بھی ہوتا ہوگا۔

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

مخلوق تو رہی مخلوق جب خالق کائنات خود بھی ہمیشہ سے استمرار کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہے

﴿ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام پیش کیا کرو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر لحہ استمرار کے ساتھ نبی مکریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فر رہا ہے۔فرشتے بھی ہر وقت بلندی درجات وکمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا گو ہیں۔خواہ وہ فرشتے آسمانوں پر ہیں یا زمین پر ہیں۔

پھر اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم بھی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرو۔

کثرتِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارے رنج والم ختم ہوجاتے ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداک ابی وامی (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں) میں کس قدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر چاہو تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکرواذکار کے اوقات کا چوتھائی حصہ یعنی تین حصے دیگر اذکار اور ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف تو فرمایا کہ جتنا چاہو۔ اگراور زیادہ کرو تو بہتر ہے۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ذکرواذکار اور دعاؤں کے اوقات کا آدھا وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف اور آدھا وقت دیگر اذکار اور دعائیں۔ فرمایا کہ جتنا چاہو۔ اگراور زیادہ کرلو تو بہتر اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی حصہ درود شریف پڑھوں گا اور باقی وقت دیگر اذکار فرمایا کہ جتنا چاہو۔ اگراور زیادہ کرلو تو بہتر ہے۔ اس پر ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سارا وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف ہی پڑھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اذا یکفی همك ویکفر لك ذنبك'' درود شریف تمہارے سارے رنج والم کے لئے کافی ہے اور مٹادے گا تمہارے سارے گناہوں کو۔ (مشکوٰۃ)

ساری مخلوق کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق کی طرف رسول بن کر تشریف لائے فرمایا'' ارسلت الی الخلق کافه ''میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر

بھیجا گیا ہوں۔

زمین وآسمان کے بادشاہ ﷺ

پھر ارشاد فرمایا" لی وزیرای فی الدنیا ولی وزیرای فی السما"
میرے دو وزیر دنیا میں ہیں اور دو آسمانوں میں ہیں۔ دنیا میں میرے وزیر ابوبکر وعمر
رضی اللہ عنہما اور آسمانوں میں میرے وزیر حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام ہیں۔
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت زمین وآسمان پر ہے تو زمینی مخلوق ہو
یا آسمانی مخلوق ہو ان کا محبوب اور پسندیدہ وظیفہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ذکر (درود شریف) ہے۔

ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی سب سے پہلی محفل

صرف یہی نہیں بلکہ ابھی آدم علیہ السلام کا وجود مسعود تیار ہی نہیں ہوا تھا۔
ابھی صرف عالم ارواح کی بات تھی تو سارے انبیاء ورسل علیہم السلام کی ارواح کو
اکٹھا فرمایا اور ان میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس پیار بھرے انداز
میں فرمایا کہ یہ صرف محبوب اور محب ہی جانتا ہے۔

﴿واذ اخذاللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین .... الخ ﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالی نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم
ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر

تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہوان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت مقدسہ میں ارواح انبیاء ورسل سے عہد لیا۔ پہلے انبیاء ورسل کو دی جانے والی نعمتوں کا ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ تمہارے پاس رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس کی شان وعظمت یہ ہوگی کہ وہ سب انبیاء ورسل اور جو نعمتیں ان کو عطا ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرے گا۔ فرمایا کہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور اس پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد بھی کرنا۔

اس آیت مقدسہ میں صرف حکم نہیں بلکہ پکا عہد لیا اور اقرار لیا۔ فرمایا کہ تم اقرار کرتے ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے عرض کیا جی ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس اقرار کو اس قدر پکا کرایا کہ فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

جب اللہ تعالی نے سب سے آخر میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمانا تھا تو پھر یہ عہد وپیان اور اقرار کا کیا مقصد ہے۔ یہی مقصد ہے کہ۔

سارے انبیاء ورسل کی ارواح سے عہد لیکر واضح فرمایا کہ اے انبیاء ورسل علیہم السلام بے شک ہم نے تم کو کتاب وحکمت کی دولت لازوال سے نوازا اور

نبوت ورسالت کا تاج پہنایا مگر پھر بھی تمہارے زمانہ نبوت ورسالت میں جبکہ تمہاری نبوت ورسالت کے ماننے والے بھی ہوں اور تمہارے معجزات کا چرچہ بھی ہو تمہاری شہرت بھی بام عروج پر ہو اس حال میں میرا رسول تمہارے پاس تشریف لے آئے تو پھر خود بھی انہی کے دامن کرم سے وابستہ ہو جانا اور اپنے ماننے والوں کو بھی انہیں کے دامن کرم میں پناہ لینے کی دعوت دینا۔ اور اگر کوئی بدبخت اور بدطینت میرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے تو ان کے خلاف میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں کمربستہ ہو جانا یعنی سب کچھ چھوڑ کر صرف اور صرف میرے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہو جانا اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا حق ادا کرنا۔

آخر میں تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر نہ نبوت رہے گی نہ رسالت رہے گی اور نہ معجزات ہوں گے اور نہ شہرت ہوگی بلکہ تمہارا شمار بھی فاسقوں میں ہو جائے گا۔

کس کو خبر جس جا پہنچا جلوہ تیرا

عظمت وذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ لگانا مخلوق کے بس کی بات نہیں ہے کیوں کہ کبھی آدم علیہ السلام کو فرمایا جارہا ہے کہ کہ اے آدم اگر میرا مقصود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا بلکہ اپنے رب ہونے کا اعلان بھی نہ کرتا۔ کہیں ارواح انبیاء ورسل سے اس محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاداری کا عہد و پیمان لیا جارہا ہے اور ساتھ فرمایا جارہا ہے کہ اگر کوئی میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاداری نہیں کرے گا تو وہ فاسقوں میں شمار ہوگا۔ کہیں سارے انبیاء ورسل کو منتظر (انتظار کرنے والے) اور

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مُنتَظَر (جس کی انتظار کی جارہی ہو)۔ پھر سارے انبیاء کرام علیہم السلام کو مقتدِی (پیچھے نماز پڑھنے والے (اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقتدیٰ (جس کے پیچھے نماز ادا کی جائے)۔ کہیں جبریل امین کے ہمراہ ستر ہزار فرشتوں کو براق دیکر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بلایا جارہا ہے۔

یہی نہیں بلکہ محشر میں ساری مخلوق کو جلیل القدر انبیاء ورسل کے خدمت میں بھیج کر وہاں سے خالی دامن واپس لاکر اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرا کر اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی دستگیری کروائی جارہی ہے۔

الغرض اس بزم کائنات میں وہ کون سا لمحہ ہے، وہ کون سی جگہ ہے، وہ کون سا مقام ہے۔ جہاں، جس جگہ، جس مقام پر اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ اور عظمت وشان کا اظہار نہ ہو۔

عرش ہے تو اس محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک سے اپنے حسن کو دوبالا کر رہا ہے۔ کرسی ہے تو اس نام پاک کی برکت سے معزز ومحترم ہے۔ لوح وقلم بھی اسی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکروں سے مزین ہے۔ جنت، جنت میں درخت، محلات، حور وغلمان، فرشتے اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سے فیض پانے والے ہیں۔ ملائکہ ہیں تو اسی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے اپنے آپ کو اللہ تعالی کا مقرب بنارہے ہیں۔

دنیا میں چیز نہیں جو ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ کرے۔ بلکہ اللہ تعالی کا وہی ذکر مقبول ومنظور ہوگا جس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو۔ بغیر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالی کا ذکر بھی مقبول

ومنظور نہیں ہوتا۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ذکرِ خدا ہے اسی لئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

اس آیت مقدسہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ:

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

جو آدمی جس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطیع وفرمانبردار ہوگا وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کا مقرب ومحبوب ہوگا گویا کہ اللہ تعالیٰ کا مقرب، محبوب اور دوست بننے کا واحد راستہ اپنی جبین نیاز کو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جھکانا ہے۔

دعائے آدم بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکال کر زمین پر اتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطاء (بھول) پر تین سو سال روتے رہے اور اپنا سر بھی آسمان کی طرف نہیں اٹھایا بس دعا مانگتے رہے کہ۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

ترجمہ: اے ہمارے پالنے والے! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ

کرے تو ہم نقصان پانے والوں میں سے ہونگے۔

تین سو سال رو رو کر دعا مانگتے رہے اتنا روئے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کو اکٹھا کیا جائے تو ساری زمین پر رونے والوں کے آنسو حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے برابر نہیں ہوسکتے۔ (خازن، مدارک، روح البیان)

تین سو سال رونے کے بعد اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو دعا مانگنے کا طریقہ اور سلیقہ القاء فرمایا

فتلقی آدم من ربه کلمت فتاب علیه انه هو التواب الرحیم۔

ترجمہ: پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ تعالی نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا۔

حضرت علی کرم وجھہ الکریم فرماتے ہیں کہ تین سو سال کے بعد ایک روز حضرت آدم علیہ السلام کو روتے روتے خیال آیا کہ جب اللہ تعالی نے مجھے بنایا اور میں نے آنکھ کھولی تو عرش کے پائے پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالی کے اتنے مقرب ہیں کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کو اپنے نام سے ملا کر لکھا ہوا ہے۔ تب آدم علیہ السلام نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا اے خالق ارض وسما میں اس ذات اقدس (جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہوا ہے) کے وسیلہ سے معافی چاہتا ہوں۔ اسی وقت اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو معاف فرما دیا۔ (بیہقی، حاکم، طبرانی، ابونعیم)

اللہ تعالی نے نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کو ایسے کلمات سکھائے جس سے توبہ قبول ہوتی ہے بلکہ امت مسلمہ کو بھی ایسا طریقہ بتایا جس سے وہ ہر قسم کے گناہوں اور نجاستوں سے پاک ہو سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجد الله توابا رحيما۔

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر تو حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالی سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو ضرور پاتے اللہ تعالی کو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا۔

سفارش مصطفیٰ سے اللہ کی رحمت بے بہا

اگر تم گناہ کر بیٹھو، اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو۔ اللہ تعالی کی حدود توڑ بیٹھو۔ خواہ کیسا ہی قصور سرزد ہو جائے تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور اپنی جبین نیاز میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جھکا دو۔ میرا محبوب تمہاری سفارش کرے تو میں سب سے زیادہ تمہاری توبہ قبول کروں گا نہ صرف توبہ قبول ہو گی بلکہ تمہارے درجات بھی بلند کروں گا۔

یہ نہیں فرمایا کہ اگر کوئی قصور ہو جائے تو میرے دربار میں حاضر ہو کر مجھ سے گریہ زاری کرو، گڑگڑا کر معافی مانگو میں تمہاری توبہ قبول کروں گا۔ بلکہ فرمایا کہ اگر ایسا قصور ہو جائے تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

حاضر ہو کر مجھ سے مانگو اور میرا محبوب بھی تمہاری سفارش کرے جب میرا محبوب بھی تمہارے لئے استغفار کرے گا تو میں توبہ بھی قبول کروں گا اور رحمتوں کے دروازے کھول کر درجات بھی بلند کروں گا۔

سبحان اللہ! گیا قصور کر کے گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر محبوب کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا اللہ تعالیٰ سے سفارش کی تو لوٹا گناہوں کو معاف کرا کے بلند اعلیٰ وارفع درجات کے ساتھ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

واذا ساء لك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان ۔

ترجمہ: اور جب تجھ سے سوال کریں کریں میرے بندے میرے بارے میں پس میں قریب ہوں دعا سنتا ہوں دعا کرنے والے کی جب وہ دعا کرتا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں بھی اگر بغور دیکھا جائے تو پہلے بتایا جا رہا ہے کہ جب اے محبوب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر میرے متعلق پوچھیں تو پھر بتا دو کہ میں ان کے قریب ہوں میں ان کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ دعا مانگتے ہیں۔

ایک تو یہاں صرف دعا کا ذکر ہے کہ جو وہ دعا مانگیں میں قبول کروں گا۔ دوسرا فرمایا جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے در اقدس پر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دستِ سوال دراز کریں تو فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قریب ہے جو دعا مانگوں قبول فرمائے گا۔

ادھر ذکر ہے کہ اگر تم گناہ کر بیٹھو، قصور کر بیٹھو تو اب معافی کیسے ہوگی۔ اس

کی تین شرطین بیان کی ہیں

اول میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو۔

دوم وہاں آ کر مجھ سے مانگو۔

اگر چہ وہ ہر جگہ ہر وقت سنتا ہے مگر خاص دعائیں خاص جگہ پر ہی قبول ہوتی ہیں۔

سوم تیسری اور اہم شرط کہ میرا محبوب صلی علیہ والہ وسلم بھی تمہارے لئے دعا مانگے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی یہ تین شرطین پوری کرے گا تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتے ہوئے اس پر رحم فرمائے گا (اس کے درجات کو بلند فرمائے گا)

اگر کوئی درِ رسالت مآب پر حاضری تو دے دیتا ہے وہ وہاں جا کر رب کائنات سے بھی مانگتا ہے۔ مگر اس کے لئے رسول کریم علیہ السلام سفارش نہیں کرتے تو پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

اب رہا مسئلہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں تو کیسے کریں اس کے دو ہی طریقے ہیں۔

اول۔ ہم دربارِ رسالت مآب میں عرض کریں۔ اپنے آقا ومولی کو پکاریں۔

یارسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال پر نظر کرم فرمائیں یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گزارشات سماعت فرمائیں

اننی فی بحر غم مغرق   خذ یدی سھل لنا اشکالنا

بے شک میں غموں کے سمندر میں غرق ہوں میرا ہاتھ تھامیے

میری مشکلات کو آسان فرمائیے

دوم   روضہ اطہر میں آرام فرما آقا علیہ التحیۃ والثناء خود ہماری حالت سے باخبر ہو کر ہمارے لئے رب سے مانگیں۔

ہر دو صورتوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا زندہ ہونا اور اپنے امتیوں کی پکار کو سننا ان کی مشکلوں کو حل کرنا ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ظاہر زندگی کے لئے خاص ہے تو یہ قرآن مقدس پر زیادتی ہوگی کہ یہ حکم عام ہے اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ زندگی میں آنا اور بعد از وصال نہ آنا۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی بے شک تجھے بخش دیا گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی بعد از وصال پاک قبر انور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا تو قبر انور سے اس کو معافی کی نوید مل گئی۔ (خزائن العرفان)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی ہمارے پاس اس وقت آیا جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کئے تین دن ہو چکے تھے۔ اس اعرابی نے اپنے آپ کو قبر انور پر ڈال دیا اور قبر انور کی مٹی سر پر ملنے لگا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول مبارک کو سنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے لیا اور ہم

نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا جو چیز آپ علیہ الصلواۃ والسلام پر نازل ہوئی اس میں ہے کہ جب کوئی اپنے نفسوں پر ظلم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو جائے اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی سفارش کریں تو اللہ تعالی کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں گے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے مغفرت طلب فرمائیں۔ قبر انور سے آواز آئی بے شک تجھے بخش دیا گیا۔

بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ:

میں درود شریف کو سنتا ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں = او کما قال النبی

اب رہی بات کہ اس دور میں ہر آدمی کا درِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ تو اس سلسلے میں رب کائنات نے اپنی لاریب کتاب میں ہماری مشکل کشائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

النبی اولی بالمومنین من انفسھم

ترجمہ: نبی قریب ہیں مومنوں کی جانوں کے۔

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہاں اولی بمعنی اقرب ہے یعنی زیادہ قریب

اب مسئلہ حل ہو گیا۔ یعنی اگر کسی مشکل میں پھنس جاؤ اور نجات کی کوئی سبیل نہ بن پائے یا کسی ایسے قصور میں گرفتار ہو جاؤ کہ جس سے پریشان حال ہو جاؤ تو سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے دل کی جانب متوجہ ہو جاؤ اور یوں محسوس کرو کہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے دل میں موجود ہیں پھر رب کریم سے سچے دل سے دعا مانگ کر آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں استغاثہ عرض کرو

یقیناً کرم ہو گا۔

سنا ہے رہتے ہیں آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف مدینہ میں
غلط ہے رہتے ہیں وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عاشقوں کے سینے میں

شانِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے

"الحمد لله رب العالمين"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں

"وما ارسلناك الا رحمة للعالمين"

اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا رب (پالنے والا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق۔ بدیع السموات والارض ہے جب کہ رسالت مآب صلی علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے رسول ہیں ارسلت الی الخلق کافه :اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ساری مخلوق کی طرف رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بنا کر بھیجا ہے۔

اس دنیا میں جس جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس اس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں۔

جس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے اس اس کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

جب سارے جہانوں کے لئے پیارے آقا علیہ السلام رحمت ہیں تو جس جس کو جو فیض ملا وہ صدقہ ہے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں ۔ پھر عالم کی کئی اقسام ہیں ۔ عالم امکان، عالم امر، عالم انوار، عالم اجسام، عالم ملائکہ، عالم برزخ وغیرہ ۔ پھر عالم اجسام میں انسان، حیوان، نباتات، جمادات بہت شامل ہیں ۔لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے لفظ عالمین فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عالم کے لئے رحمت ہیں خواہ وہ عالم امکان ہو یا عالم امر، عالم انوار ہو یا عالم اجسام ، عالم ملائکہ ہو یا عالم برزخ ۔ انسان ہوں یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے لئے رحمت ہیں ۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبریل ہم رحمۃ للعالمین ہیں اور تو بھی عالم میں ہے، بتا تجھے ہماری رحمت سے کیا حصہ ملا ہے ۔تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے انجام کی خبر نہ تھی کہ اچھا ہوگا یا برا ہوگا (کیوں جبریل علیہ السلام ہاروت ، ماروت اور ابلیس کا انجام دیکھ چکے تھے) مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے مجھ کو امان مل گئی ۔اب مجھے اطمینان ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے میرے بارے میں قرآن مقدس میں فرمایا

”ذی قوۃ عندذی العرش مکین مطاع ثم امین“

جوقوت والا یہ مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے (سب فرشتون کا) سردار ۔

پھر ملائکہ مقدس اور انبیاء ورسل کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے رحمت ملی حتی کہ کفار کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رحمت ملی ۔ کیوں کہ پہلے دنیا میں عذاب الہی آتے تھے ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو وہ عذاب آنا بند ہو گئے ہیں ۔ دنیا میں گناہوں پر رسوائی ہوتی تھی موقوف ہوگئی ۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

بروز قیامت مقام محشر میں نجات دلانا - حساب کتاب شروع کرانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہوگا۔

بروز سوموار ابولہب کے عذاب میں تخفیف بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔(روح البیان)

کب سے کب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں۔ جب سے جب تک اللہ تعالی کی الوہیت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت ہے۔

دیگر انبیاء ورسل بھی اپنی اپنی قوموں کے لئے رحمت تھے مگر جب ان قوموں کی نافرمانیاں زیادہ ہوجاتیں تو وہ قومیں عذاب الٰہی سے نہ بچ سکتیں جیسے قوم نوح، قوم عاد اور قوم فرعون وغیرہ کا کیا حشر ہوا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت کی ایسی کامل رحمت ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔

ما کان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم

ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحمت کاملہ ہے کہ اب دنیا اجتماعی عذاب سے محفوظ ہے۔ اگر ہمارے گناہوں اور نافرمانیوں کو دیکھا جائے تو ایک لحہ کی مہلت نہ ملے مگر یہ کرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے کہ آج بھی ہم اجتماعی عذاب سے محفوظ ہیں۔

اللہ تعالی نے کائنات کے ذرے ذرے کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کامحتاج کردیا۔ اللہ تعالی ساری کائنات کا خالق ہے اور محبوب کریم علیہ الصلواۃ اس ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں۔

تب ہی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالی عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ (بخاری شریف)

کفار نے ایک مرتبہ دعا کی کہ اے خداوند عالم اگر یہ قرآن سچا ہے اور ہم اس پر ایمان نہیں لاتے تو، تو ہم پر پتھر برسادے یا ہم کو عذاب میں مبتلا کردے اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ یہ لوگ اپنی موت آپ مانگ رہے ہیں لیکن "ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" میں ان کو عذاب نہیں دوں گا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسل سراپا رحمت ہیں زحمت نہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رحمت کامل بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت کاملہ اور عذاب یہ دونوں ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ یعنی فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم بھی ان میں موجود ہو اور میں ان کو عذاب بھی دوں۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور رحمت کا صدقہ کہ اللہ تعالی ایسے عذاب نازل نہیں فرمارہا جیسے پہلی امتوں پر نازل ہوتے تھے۔ قیامت تک یہ امت ایسے عذابوں سے محفوظ ومامون رہے گی۔

مشکل کشا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔

ترجمہ: وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، اور ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیت مقدسہ حمد الٰہی بھی ہے اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔ (مدارج النبوت)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقت میں سب سے اول اور بعثت میں سب انبیاء علیہم السلام سے آخر۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض خصوصیات میں ظاہر ہیں یعنی معراج شریف کو تشریف لے جانا اور انبیاء کرام علیہم السلام کو یوم معراج امامت کرانا ، اللہ تعالیٰ کا حبیب ہونا، سب انبیاء سے بروز میثاق عہد و پیان لینا وغیرہ اور بعض خصوصیات میں چھپے ہوئے ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس بشریت زیب تن کر کے تشریف لانا اور لوگوں سے فرمانا انما انا بشر مثلکم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم نے میرے استعمال کا کپڑا استعمال کیا تو بشریت کے پردوں میں سے ایک پردہ ہٹا اور تم نے نور کی بارش جو ہر وقت مدینہ منورہ پر برستی ہے وہ سر کی آنکھوں سے دیکھ لی۔

اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اول ماخلق الله نوری۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاجابر ان الله تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من

نورہ۔

اے جابر (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ نے ساری اشیاء سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا (نور کے فیض سے)

ارشاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے

كنت نبيا و آدم بين الطين والماء

میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

یوم میثاق الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا "بلیٰ" کیوں نہیں بے شک تو ہمارا رب ہے۔

بروز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے سجدہ کا حکم ہوگا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دست شفقت سے دروازۂ شفاعت کھلے گا۔ اور جنت کا دروازہ بھی سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھلوائیں گے۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے۔ سب انبیاء کی امتوں میں بھی سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوگی بعد میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیں جنت میں داخل ہوں گی۔

اس ساری اولیت کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت میں سب سے آخر میں ہیں۔

آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سب انبیاء ورسل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ خاتم النبین کا تاج بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقدس پر سجایا گیا۔ سب سے آخری کتاب (قرآن مجید) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ۔قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو باقی رکھا گیا ہے۔

ظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے بیگانے، ماننے والے، انکار کرنے والے، مسلمان، کافر سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے ہیں۔ کیوں کہ فرمانِ خداوندی یہ کہ ﴿یعرفونه کما یعرفون ابنائھم﴾ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

کفار تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل ہی جانتے تھے۔ مدینہ منورہ کے یہودی ولادت باسعادت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور جنگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے فتح حاصل کرتے تھے۔

ظاہر اس قدر کہ جس طرف گزرتے شجر وحجر سلام کرتے ۔ درخت سایہ کرنے کے لئے کے جھک جاتے، بادل سرانور پر سایہ فگن ہوجاتے۔ چاند بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرتا۔ کفار بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائیوں کی گواہیاں دیتے۔

ظاہر ایسے کہ پورے عرب میں صادق الامین کا لقب پایا

ظاہر ایسے کہ کہ جانور اونٹ، بکریاں بھی سجدہ کرتے۔ ہرن پناہ مانگتے،

سورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے رک جاتا کبھی سورج اشارہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واپس آجاتا۔ چاند کو انگلی کا اشارہ کریں تو وہ دو ٹکڑے ہو جائے۔

ظاہر ایسے کہ انبیاء کرام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے اعلانات کریں۔

آدم علیہ السلام آنکھ کھولیں تو عرش اعظم پر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھیں جنت کے دروازے ہوں یا درختوں کے پتے ہوں حوروں کے سینے ہوں یا فرشتوں کی آنکھیں ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام۔ الغرض ظاہر ایسے جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور چرچہ وہاں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سے سارا عالم گونج رہا ہے اور سارے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کا ظہور ہے۔ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر ادا کو زندہ فرمایا گیا' ولادت باسعادت، دودھ پلانے، پرورش کے دنوں بچپن، لڑکپن، جوانی، اعلان نبوت سے پہلے اور بعد کے سارے حالات کھلی کتاب کی مانند واضح اور روشن فرما دیئے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوم وصال شروع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے صوم وصال شروع کر دیا مگر کمزوری سے تعداد کم ہونا شروع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کمزور ہو گئے ہو نماز میں تعداد بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے بھی صوم وصال شروع کیا ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ایکم مثلی" تم میں کون ہے جو میری طرح ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا ہے۔ (بخاری شریف)

ظاہر ایسے کہ کائنات بھر کے خزانے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے تقسیم ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

ایسے ظاہر فرمایا کہ ساری کائنات کو عملاً حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کا محتاج کردیا۔ ہاں ایسے ظاہر فرمایا کہ بروز قیامت جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء ورسل علیہم السلام پر اعتراض کریں گی کہ اے الہ العالمین انہوں نے ہم تک تیرا پیغام نہیں پہنچایا تو اسوقت ان امتوں سے گواہ مانگا جائے تو امت مصطفیٰ گواہی دے گی، ان پر اعتراض ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم گواہی دیں گے اس پر سب امتیں خاموش ہوجائیں گی یعنی سب انبیاء ورسل کے احوال کی گواہی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگی۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات حتی کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے بھی حاجب روا ومشکل کشا ہوں گے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی ہی سے ان انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتراض ختم ہوگا۔

باطن نبی صلی اللہ علیہ وسلم

باطن ایسے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک غلام کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بڑے محبت اور پیار بھرے انداز میں استقبال کیا۔ ایک طرف حضرت عائشہ صدیقہ خوش تھیں تو دوسری طرف حیران اور پریشان بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) پہلے بھی تم استقبال کرتیں پہلے استقبال میں صرف خوشی ہوتی مگر آج استقبال میں

پریشانی اور حیرانی بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حیران اور پریشان اس لئے ہوں کہ آج مدینہ منورہ میں اس قدر بارش ہوئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر، چہرہ انور اور لباس مبارک پر بارش کا کوئی اثر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ تم میں میرے استعمال والا کپڑا تو استعمال نہیں کیا عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے یمنی چادر بصورت دوپٹہ سر پر کرلی تھی تو ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) یہ ظاہری بارش نہ تھی بلکہ یہ نور کی بارش تھی جو تو نے دیکھی یہ مدینہ منورہ پر ہر وقت برستی ہے۔ میرے استعمال کا کپڑا استعمال کرنے سے ایک پردہ ہٹ گیا جس پر تم نے یہ نور کی بارش سر کی آنکھوں سے دیکھ لی۔

باطن ایسے کہ ہر نبی سے بروز میثاق اللہ تعالی نے عہد لیا کہ میرے محبوب کا انتظار کرنا سب انبیاء ورسل اعلان کرتے رہے مگر مبعوث سب سے آخر میں فرمایا

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت بے مثال اور نرالی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اول ہونا بھی بے مثال ہے، آخر ہونا بھی بے مثال ہے۔ ظاہر ہونا بھی بے مثال اور باطن ہونا بھی بے مثال۔

پھر فرمایا کہ وهو بكل شیء علیم کہ وہ محبوب علیہ التحیۃ والثناء ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

مرضیء مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ولسوف يعطيك ربك فترضى

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں گے فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رضا کو اپنی امت کی بخشش کے ساتھ مشروط کردیا۔ اسی لئے فرمایا کہ جب میری ساری امت جنت میں داخل ہوجائے گی تب میں راضی ہوجاؤں گا۔

رب ذوالجلال کا اعلان ہے کہ اے محبوب تجھے اتنا دیا جائے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔

گویا کہ رب فرماتا ہے کہ میں اپنی عطا سے اے محبوب تجھے راضی کرلوں گا محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری رضا میری امت کی بخشش سے مشروط ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی بخشش مانگتے رہیں گے رب تعالی بخشش فرماتا رہے گا جب ساری امت جنت داخل ہوجائے گی رب فرمائے گا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مانگو اور مانگو دیا جائے گا محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے رب کریم کے حضور عرض کریں گے کہ مولا میں راضی ہوں میں راضی ہوں۔

اونٹ بھی تمہارا قیمت بھی تمہاری

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ اچانک رک گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ اسے کیا ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم نہیں اسے کیا ہوا چلنے کا نام تک

نہیں لیتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوڑا مارا اور دعا فرمائی وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے چلنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ اسے ہمارے ہاتھوں فروخت کردو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں میں فروخت نہیں کروں گا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کر رہا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قیمت ضرور دی جائے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ تک اسی طرح مجھے سواری کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر ہے۔

مدینہ منورہ پہنچنے پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ کی مہار پکڑے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اونٹ قبول فرمایئے۔۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ ارد گرد چکر لگاتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ کیسا عمدہ اور اچھا اونٹ ہے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو اتنے اوقیہ سونا تول دو۔ انہوں نے سونا تول دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہیں اونٹ کی قیمت وصول ہوگئی؟ عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو ارشاد فرمایا کہ اونٹ بھی لے جاؤ اور یہ میری طرف سے تمہیں ہدیہ ہے۔

احسان خدا بذریعہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں حتیٰ کہ فرمایا

وان تعدو نعمة اللہ لاتحصوھا

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت بے مثال ہے اگر ساری دنیا کے خزانے بھی خرچ کرلو اللہ تعالیٰ کی کسی ایک نعمت کا بدل نہیں حاصل کر سکتے۔ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، ہوا، پانی، زمین، آسمان، چاند، سورج، تارے، زمین وآسمان کے خزانے گویا ہر نعمت ایسی اعلیٰ اور قیمتی ہے کہ اس کا بدل ناممکن ہے۔ ہر نعمت ایسی کہ اس کے بغیر زندگی ادھوری، مشکل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر جا بجا کیا مگر ان نعمتوں پر احسان نہیں جتلایا کہیں یہ نہیں فرمایا کہ اے لوگو میں نے تمہیں سورج، زمین، چاند وغیرہ دیکر احسان فرمایا اگر کہیں احسان کا ذکر فرمایا تو فرمایا

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم.........الخ

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

رب کائنات نے اپنی تخلیق کا شاہکار اور اپنا پیار محبوب جو باعث وجہ تخلیق کائنات ہے جب دنیا میں مبعوث فرمایا تو فرمایا کہ لوگو اب میرا تم پر احسان ہے۔ وہ اس لئے کہ اب میں تم کو اپنی محبت اپنا پیار اور اپنی تخلیق کا شاہکار جس کی خاطر میں

نے یہ ساری بزم سجائی ہے عطا کر دیا ہے۔

دنیا کا قانون ہے کہ دنیا میں انسان ہر چیز کسی نہ کسی کو دے دیتا ہے مگر آج تک کسی نے اپنا محبوب کسی کو نہیں دیا۔ کیوں کہ محبت ایک ایسی لازوال دولت ہے جس کو وہی جانتا ہے جس نے اس کا ذائقہ چکھا ہے۔

احسان اس چیز پر جتلایا جاتا ہے جس کا مقام و مرتبہ عظیم سے عظیم تر ہو جو سب سے اعلیٰ سب سے قیمتی ہو۔ بے مثل ہو بے مثال ہو بے نظیر ہو۔ محبوب کبریا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں جو سب نعمتوں سے بھاری ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کو جو حسن جو خوبی عطا کی وہ سب اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہین منت ہے۔ اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے۔

کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف دنیا میں فائدہ دیتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو صرف جنت میں فائدہ بخش ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو دنیا میں فائدہ دینے والی ہے اور آخرت میں بھی بلکہ دیگر نعمتوں کے حصول کا سبب بھی یہی نعمت عظمیٰ ہے۔

یہ عظیم نعمت اہل دنیا کو اس دنیا میں بھی فائدہ دے گی اہل ایمان کو قبر میں اور اہل دنیا کو بالعموم اور اہل ایمان کو بالخصوص حشر میں فائدہ دے گی۔ میدان حشر ہو یا پل صراط ہو حوض کوثر ہو یا دروازہ جنت ہو جنت میں اعلیٰ درجات ہوں الغرض ہر مقام امتحان اور ہر اعلیٰ مقام پر یہی نعمت عظمیٰ اہل ایمان کے کام آئے گی اسی لئے فرمایا کہ اے اہل ایمان میں نے تم کو یہ عظیم نعمت دے کر احسان کیا۔

ایک تو اپنا محبوب تمہیں دے دیا

دوسرا دنیا و آخرت میں ہر جگہ یہی نعمت عظمیٰ تمہارے کام آئے گی

مشکل جو سر پہ آن پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی

مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پہ کروڑوں درود وسلام

کچھ نعمتیں فانی ہیں جیسے اولاد، رزق، جاہ ومنصب وغیرہ۔ کچھ نعمتیں ایسی بھی ہیں کہ زیادہ ہونے پر زحمت بن جاتی ہیں جیسے بارش وغیرہ بارش رحمت ہے مگر جب حد سے بڑھ جائے تو یہی زحمت بن جاتی ہے۔

مگر محبوب خدا ایسی نعمت ہیں جو سراپا رحمت ہے اور رحمت ہی رہے گی۔

مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہے گا وہ؟

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی ہر حال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو والی ومالک نہ جانے اور اپنی ذات کا مالک ومختار نہ جانے وہ سنت کی مٹھاس سے محروم رہے گا۔ فرمان سید الابرار ہے کہ ”لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ“ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے ساتھ اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے۔ (زرقانی علی المواہب، شرح شفا للقاری)

تکمیل ایمان

حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میرے جان ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد حتی کہ ساری انسانیت سے زیادہ محبوب و پیارا نہ ہوجاؤں۔ (بخاری شریف)

حاجت روا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم انشاء اللہ تبوک کے چشمہ پر ایسے وقت پہنچیں گے جب سورج گرم ہو جائے گا۔ جو لوگ پہلے وہاں پہنچ جائیں ان کو چاہیے کہ وہ پانی نہ پئیں۔ جب حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں پہنچے تو تو کنویں میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کنویں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیا جب برتن میں کچھ پانی جمع ہو گیا تو اس میں اپنا چہرہ انور اور دونوں ہاتھ مبارک دھوئے پھر وہ پانی (دھوون) اس کنویں میں ڈال دیا۔ جونہی حضور علیہ السلام کا دھوون کنویں میں گیا تو کنویں کا پانی جوش مارنے لگا اور اس میں بہت زیادہ پانی جمع ہو گیا سب لوگوں نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ "ان طالت بلك حياة ان ترى ماههنا قد ملئى جنانا" اگر تمہاری عمر لمبی ہوگی تو تم دیکھو گے کہ یہ مقام باغوں سے بھر ہوگا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کنویں کے قلیل (تھوڑے) پانی کو کثیر (زیادہ) فرما دیا۔

حدیث پاک کے الفاظ ہیں جب وہ پانی (دھوون) ڈالا گیا تو کنویں میں پانی "فجرت العین بماء فاستقی الناس" چشمہ کا پانی جوش مارنے لگا اور پانی بہت زیادہ ہو گیا۔ بعد ازاں چشم فلک نے دیکھا کہ اس جگہ پر کثرت سے باغ لگے اور وہ علاقہ باغوں سے سرسبز ہو گیا۔

حضرت راجز رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی

سن لو میری پکار آقا　　میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے، وضو فرمانے لگے تو میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا ''لبیک لبیک لبیک نُصرتَ نُصرتَ نُصرتَ'' میں تیرے پاس ہوں ،میرے تیرے پاس ہوں، میرں تیرے پاس ہوں ,تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما کر باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ ''لبیک، نصرت'' گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی انسان سے کلام فرمارہے تھے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی تھا؟۔ تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ راجز رضی اللہ عنہ مجھے یاد کررہے تھے (اصابہ، طبرانی صغیر)

حضرت عمر بن سالم راجز مکہ مکرمہ میں تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت راجز رضی اللہ عنہ نے فریاد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس کی فریاد کو سنا بلکہ جواب دیکر دستگیری بھی فرمائی۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی درست ہوگئی

غزوہ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایسی شدید ضرب لگی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے گمان کرلیا کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ دم فرمایا پنڈلی ایسی صحیح ہوئی کہ کبھی درد نہ ہوا۔ (بخاری شریف)

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا سست رفتار گھوڑا سبک رفتار ہو گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا پایا یعنی خوب سبک رفتار اس کے بعد وہ ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا بھی اس کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا ایک روایت میں ہے کہ ''فما سبق بعد ذالک الیوم'' اس کے بعد کوئی گھوڑا بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (بخاری، مشکواۃ)

اگر میں چاہتا تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاتا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت توڑنے کے لئے مجھے کندھوں پر اٹھایا تو کندھوں کی قوت وطاقت کا یہ عالم تھا کہ ''انی لو شئت نلت افق السماء'' اگر میں چاہتا تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاتا (خصائص کبری، المستدرک)

وجودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

بچپن میں آسمان کی طرف اشارے سے بادل امڈ آئے

مکہ میں سخت قحط پڑ گیا قریش جناب ابوطالب کے پاس آئے اور عرض

کی کہ اے ابو طالب لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ بارش دے پس ابو طالب نکلے ان کے ہمراہ ایک بچہ تھا گویا کہ آفتاب سیاہ بادلوں سے نکلا اس بچے کے ارد گرد اور بچے بھی تھے جناب ابو طالب نے اس بچے کی پشت دیوار کعبہ کے ساتھ لگائی اس نورانی بچے نے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا مگر اس اشارہ سے چاروں طرف بادل اُمڈ آئے اور اتنا مینہ برسا کہ جنگل بھی بہہ نکلے اہل شہر و دیہہ سیراب ہو گئے ۔ (زرقانی علی المواہب، خصائص الکبریٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں کھجور کے تنے کی فریاد

منبر شریف بننے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ستون سے پشت انور لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے ۔ جب منبر شریف بن گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر شریف پر تشریف فرما کر خطبہ ارشاد فرمانا شروع فرمایا تو اس کھجور کے ستون سے دردناک لہجے میں رونے کی آواز آئی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اس ستون کو سینے سے لگایا اس سے ستون کو سکون آ گیا اور وہ چپ ہو گیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو قیامت تک روتا رہتا ۔ بعد ازاں اس کو کٹوا کر منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا ۔ (زرقانی علی المواہب)

رومال کو آگ نے نہ جلایا

حضرت عباد بن الصمت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا کہ دسترخواں لاؤ ہم کھانا کھائیں اس نے دسترخوان لا کر بچھا دیا فرمایا کہ رومال بھی لاؤ

وہ ایک رومال بھی لے آئی جو میلا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو تنور میں ڈال دے اس نے تنور میں ڈال دیا جس میں آگ بھڑک رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو نکالا تو وہ ایسا سفید تھا جیسے دودھ ہم نے حیران ہو کر راز پوچھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' فقال هذا منديل كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يمسح به وجهه '' یہ وہ رومال ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو اس طرح آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں کیونکہ'' لان النار لاتاكل شيئا مر على وجوه الانبياء '' جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں پر گزرے آگ اس کو نہیں جلاتی (خصائص کبری، ابونعیم)

ایک غلام کی ادائے محبت نے سب کو حیران کر دیا

جنگ بدر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام صفیں درست فرما رہے تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ جن کا پیٹ بڑا تھا پیٹ آگے تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھڑی سے فرمایا کہ'' استو یا سواد'' اے سواد (رضی اللہ عنہ) سیدھے ہو جاؤ۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ سیدھے تو ہو گئے مگر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ناحق میرے پیٹ پر چھڑی ماری ہے میں قصاص (بدلہ) چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھڑی جناب سواد رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اے سواد بدلہ لے لو حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا پیٹ ننگا تھا جب کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکم اقدس پر کپڑا ہے۔ کپڑا اٹھائیں تاکہ میں بدلہ لے لوں صحابہ کرام حضرت سواد رضی اللہ عنہ کی اس

حرکت پر حیران و پریشان تھے اوران پر غصہ کھا رہے تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کپڑا اٹھایا حضرت سواد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے ہاتھ سے چھڑی گرگئی شکم اقدس سے چمٹ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اے سواد رضی اللہ عنہ کیا معاملہ ہے انہوں نے فرمایا کہ موت چند قدم کے فاصلے پر ہے جی چاہتا ہے کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے اپنے جسم کو مس کرلوں تاکہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہوں۔

مندرجہ بالا ہر دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی نسبت انبیاء کرام علیہم السلام سے ہو جائے اس کو آگ نہیں جلاتی گویا آگ ایسی چیز پر اثر انداز نہیں ہو سکتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ منسوب ہو جائے جب ایک عام چیز اگر اس کی نسبت انبیاء کرام علیہم السلام سے ہو جائے تو اس پر آگ اثر نہیں کرتی تو پھر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہر وقت اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کر رہے ہیں ان پر آگ کیسے اثر انداز ہو گی۔

تصرفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکڑی تلوار بن گئی

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تلوار ٹوٹ گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک سوکھی لکڑی عطا فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ لڑو۔ جب وہ لکڑی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی تو وہ نہایت شاندار چمکدار مضبوط لمبی تلوار بن گئی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ جہاد کیا وہ ان کے پاس رہی وہ ہمیشہ اسی کے ساتھ جہاد

کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردۃ میں شہید ہو گئے وہ تلوار (عون) مددگار کے نام سے موسوم ہوئی۔ (بیہقی، ابن عساکر، شفا، خصائص)

کھجور کی شاخ تلوار بن گئی

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تلوار کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جونہی وہ کھجور کی شاخ حضرت عبداللہ کے ہاتھ آئی تو وہ ایک شاندار عمدہ اعلیٰ تلوار بن گئی۔ (خصائص، شفا، اصابہ)

ہر چیز ایک اصلیت ہوتی ہے جو اس پر قائم رہتی ہے۔ مگر جب مرضی مصطفیٰ ہو تو چیزیں اپنی اصلیت بدل لیتی ہیں کھجور ایک لکڑی ہے جیسے مرضی مصطفیٰ ہوئی کہ وہ لکڑی لوہے کی ایک عمدہ شاندار تلوار بن جائے تو وہ لکڑی اپنی ہیئت کو تبدیل کر کے لوہے کی ایک عمدہ تلوار بن گئی۔ جب وہ لکڑی، کھجور کی ٹہنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس میں آئی تھی تو وہ لکڑی اور کھجور کی ٹہنی تھی جونہی وہ لکڑی، اور کھجور جناب عکاشہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئی تو وہ عمدہ تلوار بن گئی۔

یاد رہے کہ جب حضرت عکاشہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما ہر دو نے حضور علیہ السلام سے تلوار کے ٹوٹ جانے کی بابت عرض کیا اور تلوار مانگی تلوار کے بدلے ان کو لکڑی اور کھجور مل رہی تھی تو انہوں نے یہ عرض نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تو تلوار کی ضرورت ہے آپ علیہ السلام کھجور اور لکڑی عنایت فرما رہے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں عرض کیا کیوں کہ یہ ہر دو اصحاب رسول رضی اللہ عنہما جانتے تھے کہ جو کچھ حضور علیہ السلام دے رہے ہیں یہی لڑنے کے لئے ایک عمدہ ہتھیار ہے اور ایسا

ہی ہوا۔

پانی دودھ بن گیا

شفا شریف اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا مشکیزہ بھرا اس کا منہ باندھ کر دعا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرما دیا پس جب نماز کا وقت آیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مشکیزہ کا منہ کھولا تو ''فاذا به لبن طيب وزبدة فی منه'' نہایت تازہ عمدہ دودھ اور مکھن مشکیزہ کے منہ پر تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری زندہ ہوگئی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر پایا۔ جابر رضی اللہ عنہ اسی وقت اپنے گھر گئے اور اپنی زوجہ سے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور متغیر تھا میرا خیال ہے کہ بھوک کی وجہ سے ایسا ہے کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے بیوی نے عرض کیا۔ واللہ اس بکری اور کچھ بچے ہوئے آٹے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بکری کو ذبح کیا اور فرمایا کہ جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کر دو۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر کیا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم کو جمع کرو۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ ان لوگوں کو الگ الگ ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو۔

اس طرح وہ ٹولیاں بنا بنا کر کھانے لگے جب ایک ٹولی سیر ہو کر کھا لیتی تو دوسری ٹولی آ جاتی وہ بھی سیر ہو کر کھا لیتی۔ یہاں تک کہ سب نے کھانا کھا لیا اور برتن میں کھانا جوں کا توں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھانے لگے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ مگر ہڈیاں نہ توڑنا۔ پھر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ہڈیوں کو جمع فرمایا اور ان پر ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ جسے میں نے نہیں سنا وہ بکری کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ اپنی بکری لے جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بکری لیکر اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ واللہ یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالی نے اس کو زندہ کر دیا۔ یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا کہ ''اشھد انہ رسول اللہ'' میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی، ابو نعیم، خصائص، زرقانی)

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کو ذبح کیا تو ان کے دو چھوٹے صاحبزادے بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے بکری ذبح ہوتی دیکھی۔ وہ دونوں چھری لے کر چھت پر گئے بڑے نے چھوٹے سے کہا کہ آؤ میں تمہارے ساتھ ایسے ہی کروں جیسے ہمارے والد گرامی نے بکری کے ساتھ کیا چنانچہ بڑے نے چھوٹے کو باندھا اور گلے پر چھری چلا دی اور نادانی میں اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جیسے ہی بچوں کی ماں نے اس منظر کو دیکھا تو فورا بھاگیں اور بچہ ڈر کر بھاگا اور خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔

دونوں صاحبزادے زندہ ہو گئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے دونوں بچوں کے لاشوں کو اٹھایا اور اندر لا کر رکھ دیا اس خیال سے شور اور واویلا نہ کیا کہ کہیں اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پریشان نہ ہوں اور یہ دعوت بے مزہ نہ ہو جائے۔ نہایت صبر واستقلال کے ساتھ بچوں پر کپڑا ڈال دیا اور اس بارے کسی کو بھی نہ بتلایا حتیٰ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ بتلایا اگرچہ دل صدمہ سے نڈھال اور خون کے آنسو رو رہا تھا مگر اس کے باوجود چہرے پر کوئی پریشانی نہ تھی بلکہ چہرے کی تازگی اور شگفتگی کو برقرار رکھا اور کھانا وغیرہ پکایا جب جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے کھانا حاضر کیا گیا تو اسی وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ اپنے صاحبزادوں کو بلا لائے تاکہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر (رضی اللہ عنہ) اپنے فرزندوں کو فوراً بلا لاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فوراً باہر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ کو فرمایا کہ بچوں کو بلاؤ تاکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کھانا کھائیں انہوں نے عرض کیا کہ بچے موجود نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے موجود نہیں ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جلدی بچوں کو بلا لاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ دوبارہ زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے بچوں کو جہاں بھی ہیں جلدی بلا لاؤ۔ بچوں کی ماں جو پہلے ہی غم سے نڈھال تھی آنسوؤں کو سمندر آنکھوں میں سمائے ہوئے صبر واستقلال اور حوصلے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی دعوت کر رہی تھی اس نے جب یہ سنا تو آنسوؤں

کا وہ سمندر جو بڑی مشکل سے رکا ہوا تھا وہ چھلک پڑا۔ روتے ہوئے عرض کیا کہ میں اب ان کو نہیں بلا سکتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روتی کیوں ہے کیا بات ہے۔ غموں سے نڈھال ماں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کمرے کے اندر لے گئی اور دونوں شہزادوں کی لاشوں سے چادر ہٹائی اور عرض کیا کہ یہ کب کے اس دنیا سے جا چکے ہیں میں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام کی خاطر بڑے حوصلے اور صبر سے یہ سب کچھ برداشت کر کے خدمت مصطفوی علیہ الصلاۃ والسلام سے اپنی آخرت سنوار رہی تھی۔

جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کیوں اس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ اس حال سے بے خبر تھے۔ دونوں شہزادوں کو اٹھایا اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض گزار کر دیا۔ جونہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دونوں صاجزادوں کے لاشوں کو حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے قدموں میں رکھا تو سارا گھر غم زدہ ہو گیا اور ماں کی ممتا جو پہلے آداب مصطفیٰ، آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے خاموش تھی زار و قطار رونے لگی اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا پیغام دو کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا آپ فرمائیں ان کو ہم زندہ کر دیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست دعا بلند کئے ابھی ہاتھ واپس نہ آئے کہ دونوں شہزادے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ گھر جو پہلے دونوں صاجزادوں کی موت سے افسردہ اور غمزدہ تھا اب خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دونوں شہزادوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا۔ (مدارج النبوۃ، شواہد النبوۃ للجامی)

حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخت چلنے لگے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ جب آپ علیہ الصلواۃ والسلام قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے تو کوئی موزوں جگہ نہ تھی جس کی آڑ میں آپ علیہ الصلواۃ والسلام فراغت حاصل کرتے۔ سوائے دو درختوں کے جب کہ وہ بھی دور دور تھے اور ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) جاؤ اور اس درخت سے کہہ دو کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ اس درخت کے ساتھ جا کر مل جا تا کہ تم دونوں کی آڑ میں فراغت حاصل کرلیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آپ علیہ الصلواۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں اس درخت کو پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا تو وہ درخت اپنی جگہ سے چلا اور دوسرے درخت سے جاملا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں درختوں کی آڑ میں بیٹھ گئے۔ اور میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور دل میں دل میں باتیں کرنے لگا جب میں مڑ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت جدا جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے کچھ دیر توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔ (شفا شریف، خصائص)

حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت ایک دوسرے کے قریب ہو گئے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج سے واپس آرہے تھے جب بطن روحا میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کہیں کھجور کے درخت اور پتھر نظر آتے

ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں! وہ چند درخت جو قریب قریب کھڑے ہیں وہ پتھروں کے ڈھیر نظر آرہے ہیں۔ فرمایا جاؤ ان درختوں اور پتھروں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ تاکہ ہم بشری حاجت سے فراغت حاصل کرلیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ درخت زمین پھاڑتے ہوئے اور پتھر کودتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور تہ بہ تہ ہوتے گئے یہاں تک کہ ان درختوں اور پتھروں کی دیوار بن گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پیچھے تشریف لے گئے۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت بشری سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو جاؤ وہ واپس چلے گئے۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی، شفا شریف)

اونٹ اور گھوڑا تیز رفتار ہو گیا

غزوہ ذات الرقاع میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ کمزور تھا۔ وہ تھک کر بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے جابر (رضی اللہ عنہ) تمہارا کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اونٹ تھک گیا ہے اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لائے اور اونٹ کو ٹھوکر لگائی پس وہ ایسا چست ہو گیا کہ ”کان یملک رمامہ“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کی مہار نہ تھام سکتے تھے۔ (ابن ہشام)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ست رفتار

گھوڑے پرسوار ہوئے وہ ایسا تیز ہوگیا کہ "فکان بعد ذالک لا یجاری" اس کے بعد کوئی بھی اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا (بخاری ومسلم)

درخت کا خدمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام

دیہاتی کے قدمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا جا کر اس درخت سے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں۔ وہ اعرابی گیا اور اس نے جب درخت سے کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں۔ پس وہ درخت دائیں بائیں آگے پیچھے جھکا تو اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں وہ زمین کو کھودتا جڑیں گھسیٹتا، خاک اڑاتا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا السلام علیک یارسول اللہ۔ اعرابی نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو حکم دیں کہ یہ اپنی جگہ چلا جائے آپ صلی اللہ علہ وآلہ وسلم نے درخت کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا اور وہ جڑوں پر جا کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس پر اعرابی نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیں تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اگر کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت دے دی۔ (دلائل النبوۃ)

الادب المفرد میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔

اونٹ سجدہ میں گر گیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک اونٹ ہے جو سخت حملہ کرتا ہے اور کسی کی جرات وطاقت نہیں کہ اسے نکیل ڈال سکے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ اٹھ کر چلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھولا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر کو پکڑا اور اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا پھر رسی منگوائی اور اس کو نکیل ڈالی پھر اس انصاری کو دی۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک وہ پہچان گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ پہچانتی ہے کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں۔ سوائے کفار جنوں اور انسانوں کے۔ دلائل النبوۃ

ہم سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا اور اس کو ایک محصور مقام میں داخل کیا جب اس کو کوئی کام پر لگانا چاہتا تو وہ اونٹ شرارت شروع کر دیتا اور جو کوئی اس کے نزدیک جاتا اس پر حملہ آور ہو جاتا

۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض گیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ نہ کردے۔فرمایا کہ بے خوف ہوکر دروازہ کھول دو۔چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔جونہی اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سجدہ میں گر گیا پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سبحان اللہ کہا پھر سب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب زیادہ حقدار نہیں جانوروں سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کریں۔فرمایا اگر یہ جائز ہوتا تو کوئی کسی مخلوق کو سجدہ کرے اللہ تعالی کے علاوہ تو عورت کو جائز ہوتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (دلائل النبوۃ، خصائص الکبری)

غیراللہ کو سجدہ جائز نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور بہت سے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لائے اس وقت باغ میں بکریاں تھیں۔بکریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا حق ان بکریوں سے زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کریں پس فرمایا کہ میری امت کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے اگر کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

جانوروں کے بھی حاجت روا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا اونٹ سرکش ہو گیا اور بھاگ گیا اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا ہے مجھ میں اس قدر طاقت نہیں کہ اس کے قریب جا سکوں مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے ہلاک کر دے گا یہ سن کر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ کی جانب تشریف لے گئے جونہی اونٹ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا تو آواز دیتا ہوا حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا اور گردن زمین پر رکھ دی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری صحابی سے فرمایا کہ یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے اس کے اچھا سلوک کیا کرو پھر رسی لے کر اس کے سر میں ڈال دی۔ دلائل النبوۃ، احمد، خصائص)

بشریت کا پردہ ہٹ گیا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام کا وصال ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ کے لئے تشریف لے گئے جنازہ کی نماز ادا فرمائی جب واپس تشریف لائے تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا خوش ہوئیں مگر پریشان و حیران بھی ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک کو ہاتھ لگایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا بات ہے آج سے پہلے ایسا نہ ہوتا آپ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی استقبال کرتیں۔ مگر آج خوشی کے ساتھ حیرانگی بھی یہ اور حیرانگی کے ساتھ کپڑوں کو ہاتھ لگا کر کیوں دیکھ رہی ہو۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں آج بادلوں سے شدید بارش ہوئی مگر تعجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے بھیگے اور نہ ہی

کوئی بارش کا ان پر اثر ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم نے سر پر کیا اوڑھا ہوا ہے اس پر اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر مبارک۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے پاک دامن اللہ تعالیٰ نے اس چادر کی برکت سے تمہاری آنکھوں کو غیبی بارش دکھادی اور وہ بارش جو تم نے دیکھی وہ ظاہری آسمان کی بارش نہ تھی بلکہ یہ وہ رحمت کی بارش تھی۔ (مثنوی مولانا روم)

اس چادر مبارک کے اوڑھنے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے اور انہوں نے رحمت حق کی نوارانی بارش سر کی آنکھوں سے دیکھ لی۔

شفاعت مصطفیٰ سے گناہگار جنت میں داخل ہوں گے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر حساب کتاب کے آدھی امت جنت داخل کرنے کا اختیار دیا۔ ایک روایت میں دوتہائی امت کو جنت داخل کرنے کا اختیار دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا جو ہر مسلمان کے واسطے ہے۔ فرمایا کہ میری شفاعت اہل کبار کیلئے، اہل عظام کے لئے اور اہل دعا کے لئے ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، طبرانی)

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو راضی ہوا۔ فرمایا کہ میں عرض کروں گا کہ اے رب تعالیٰ میں راضی ہوا۔

طبرانی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میری امت میرے بعد کیا کرے گی اس لئے میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قوت حافظہ عطا ہوئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت سی احادیث مبارک سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ پس میں نے اپنی چادر پھیلا دی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لپ بھر کر اس چادر میں ڈال دی۔ پھر فرمایا کہ اس چادر کو سینے سے لگالو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ چادر سینے سے لگالی پس اس کے بعد میں کبھی کچھ بھی نہ بھولا۔
(بخاری، مسلم)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی دستگیری

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں جب کہ بارش ہورہی تھی دیر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے رہے جب جانے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور فرمایا کہ لے جاؤ یہ شاخ تمہارے لئے دس ہاتھ آگے دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو ایک سیاہی کو دیکھو گے اس سیاہی کو اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیوں کہ وہ شیطان ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے روشن ہوگئی یہاں تک کہ اپنے گھر داخل ہوتے ہی انہوں نے ایک سیاہی دیکھی اس سیاہی کو اتنا مارا کہ وہ نکل گئی (زرقانی علی المواہب، شفا شریف)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے لئے تھوڑا سا کھانا تیار کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانے کیلئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت حاضر تھی ۔میں شرم سے کھڑا ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظر کرم فرمائی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشارہ سے کھانے کے ساتھ چلنے کا عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تو میں عرض کیا نہیں ۔اس پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خاموش ہو گئے اور میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری طرف نظرِ شفقت فرمائی تو میں نے کھانا کھانے کیلئے ساتھ چلنے کا عرض کیا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ لوگ میں نے عرض کیا کہ نہیں ۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسری یا تیسری مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھیک ہے ان کو بھی ساتھ لے چلئے اور ساتھ ہی عرض کر دیا کہ کھانا بالکل تھوڑا ہے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تمام صحابہ کرام کو ساتھ لیکر میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ۔تمام نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ رہا۔ (ابو نعیم، خصائص)

کھانے پر جو چاہا پڑھا جس سے کھانا زیادہ ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام سُلیم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی ہے اس میں بھوک کی وجہ سے کمزوری پائی جاتی ہے ۔کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی ہاں اور جو کی چند روٹیاں نکالیں اور مجھے (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلانے کے لئے بھیجا۔ حضرت انس رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ارسلک ابوطلحہ'' کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟۔ میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اٹھو۔ میں نے آگے آگے آکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیکر تشریف لارہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ اور بھی بہت سے لوگوں کو لے کر تشریف لارہے ہیں۔اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ سب کو کھلاسکیں تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری حالت کو بہتر جانتے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو کی چند روٹیاں لیکر حاضر ہوگئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کے ٹکرے کرنے کا اور ان پر گھی نچوڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (جب روٹیوں کے ٹکرے کر کے ان پر گھی نچوڑ دیا گیا تو) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ٹکڑوں پر اللہ تعالی نے جو چاہا پڑھا پھر دس آدمیوں کو لانے کا حکم دیا دس آدمی حاضر ہوئے اور خوب سیر ہو کر کھایا پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا وہ بھی آئے اور سیر ہو کر کھایا اور چلے گئے پھر دس کو بلایا وہ بھی آئے اور کھا کر چلے گئے یہاں تک کہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ستر یا اسی تھے سب نے پیٹ بھر کر کھایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سبھی گھر والوں نے کھایا اس کے بعد بھی کھانا بچ گیا جو پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

چہرہ کی آب وتاب کبھی ختم نہ ہوئی

ام المومنین حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں، حاضر ہوئی اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل فرمارہے تھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے چہرہ پر پانی چھڑکا فرماتی ہیں کہ اس پانی سے چہرہ ایسا پررونق ہوگیا کہ بڑھاپے میں بھی ان کے چہرہ کی آب وتاب ختم نہ ہوئی۔ (الاستیعاب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دھوون

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی لیا لوگ اس پانی کو حاصل کرنے کیلئے دوڑے جس کو اس میں سے ملتا وہ اسے (ہاتھوں اور منہ) پر ملتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھون کی تری لیکر مل لیتا (بخاری)

عروہ بن مسعود دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو جو ابھی تک مسلمان نہ ہوا تھا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ عروہ بن مسعود آئے اور حالات معلوم کر کے واپس جا کر قریش مکہ سے یوں گویا ہوئے "اے قوم! خدا کی قسم بے شک میں قیصر وکسری اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم کبھی کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے، کھنکھار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر

مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب اس حکم کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں۔ وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے ہیں کہ ابھی لڑے کہ ابھی لڑے۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیم سے ان کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے میری رائے ہے کہ اس کو قبول کرلو"۔ (بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ کے دھوون سے مریض شفایاب ہو جاتے

مسلم شریف میں ہے کہ اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک تھا اس جبہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ وہ اس جبہ مبارک کو بغرض شفا دھو کر مریضوں کو پلاتیں اس سے مریض شفایاب ہو جاتے۔

جب کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور فرمایا کہ یہ جبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یہ جبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کے وصال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں تاکہ انہیں شفا حاصل ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا تھا وہ اسے دھو کر (دھوون) مریضوں کو پلاتے تو ان کو شفا ہو جاتی (ابن عدی، اصابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے کے پانی سے مریض شفایاب ہوجاتے

شفا شریف میں ہے کہ حضرت امام ابن مامون رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا وہ اس میں پانی ڈال کر مریضوں کو پلاتے تو ان کو شفا ہوجاتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر پتھر پانی پر تیرتا ہوا حاضر ہوا پھر واپس چلا گیا

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل آیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچے ہیں تو اس پتھر کو بلائیے جو پانی کے دوسرے کنارے پر ہے کہ وہ پتھر تیرتا ہوا آئے اور ڈوبے نہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ پتھر اپنے مقام سے آ کھڑا ہوا اور پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر بزبان فصیح اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی گواہی دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عکرمہ یہ تیرے لئے کافی ہے؟ اس نے عرض کیا اس شرط پر کہ وہ اسی طرح وہیں چلا جائے جہاں سے آیا تھا وہ پتھر وہیں چلا گیا۔ (تفسیر کبیر، زرقانی علی المواہب)

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ پیش کرنے سے تکلیفیں دور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں میں موچ آ گئی ان سے کہا گیا کہ اس کو یاد کرو جو لوگوں میں تم کو سب سے زیادہ پیارا ہے تمہاری تکلیف دور

ہو جائے گی۔ پس انہوں نے بلند آواز میں ''یا محمداہ'' پکارا۔ (شفا شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی سے بے ہوش کو ہوش آ گیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لیکر پیدل میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے بے ہوش پایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاس موجود پایا۔ (بخاری شریف)

درود پاک دونوں جہانوں کی مرادیں پوری کرتا ہے

ایک مولوی صاحب نے ایک شخص کو بطور وظیفہ روزانہ پڑھنے کے لئے درود پاک بتادیا اور ساتھ ہی کچھ فوائد درود پاک سنادیئے۔ وہ شخص بڑے شوق اور محبت سے دن رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف میں مصروف رہا۔ اس قدر اس میں مگن رہا کہ دنیا کے سارے کام چھوٹ گئے اس کی بیوی فاجرہ تھی کبھی خاوند کو دیکھتی تو اس کے منہ سے درود پاک کا ورد جاری رہتا اسے بے حد ناگوار معلوم ہوتا ایک دن وہ عورت بولی ''ارے بدبخت! کیا تم ہر وقت صلی علی محمد کہتے رہتے ہیں اور اس کو چھوڑ دو آدمی بنو! کچھ کما کر لاؤ۔ مگر اس کا خاوند بدستور ایسی طعن و تشنیع کے درود پاک کا ورد نہ چھوڑتا تھا۔ اتفاق سے وہ شخص کسی مہاجن کا مقروض تھا۔ اس کے ذمہ سو روپیہ مہاجن کا قرض تھا۔ اس نے مطالبہ کیا مرد صالح قرض نہ دے سکا۔ مہاجن نے عدالت میں دعوی دائر کر دیا۔

اب اس عورت کو اور بھی موقع مل گیا خوب زبان درازی کی اور خاوند کو برا بھلا کہا وہ مرد صالح تنگ آ کر آدھی رات کو اٹھا اور دربار الٰہی میں نہایت ہی زاری کی اور عاجزی سے عرض کیا یا اللہ تو سب کچھ جانتا ہے میں بیوی اور مہاجن سے لاچار ہو گیا ہوں تو بے سہاروں کا سہارا ہے تو حاجت مندوں کا حاجت روا ہے دریائے رحمت جوش میں آیا اور مرد صالح پر اللہ تعالیٰ نے نیند مسلط کر دی اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نہایت ہی حسین وجمیل پاکیزہ صورت سامنے آئے اور نہایت شیریں زبان سے گویا ہوئے۔ اے پیارے! کیوں اتنے بے قرار ہو؟ گھبراؤ نہیں تمہارا کام بن جائے گا اور میں خود تمہارا مددگار ہوں۔ اس مرد صالح نے عرض کی کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں وہی ہوں جن پر تو درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔

یہ سن کر اس مرد صالح کو بہت خوشی ہوئی اور دل کی ساری بے قراری جاتی رہی اور پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تم صبح وزیراعظم کے پاس جانا اور اس کو وظیفہ کی مقبولیت کی خوشخبری سنانا جب مرد درویش بیدار ہوا اور صبح کو اپنے ٹوٹے پھوٹے لباس کے ساتھ وزیراعظم کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوا دروازہ پر جا کر دربانوں سے کہا کہ وزیر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ دربان اس کی حیثیت اور لباس دیکھ کر مسکرا دیئے اور کہا کہ۔ کیا آپ وزیراعظم کے ساتھ ملاقات کرنے کے قابل ہیں چلو یہاں سے بھاگو!۔

لیکن ان دربانوں میں ایک رحم دل بھی تھا اس کو رحم آ گیا اور کہا بھائی ٹھہرو میں جا کر وزیراعظم صاحب سے عرض کرتا ہوں اگر اجازت ہوگئی تو ملاقات کر لینا۔ جب وزیر صاحب سے ماجرا بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس آدمی کو بلا لو۔ جب وزیر کے ہاں پہنچا تو وزیر کے استفسار پر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ وزیراعظم وظیفہ کی مقبولیت کی خوشخبری سن کر بہت خوش ہوئے اور اسے بجائے ایک سو کے تین سو روپیہ

دے کر رخصت کیا۔

جب وہ مردِ صالح وہ روپیہ لے کر گھر پہنچا اور بیوی کو دیا تو وہ بھی خوش ہوگئی اور وہ مرد صالح بیوی کو روپے دے کر اپنے کام یعنی درود پاک میں لگ گیا جب مقدمہ کی تاریخ آئی تو وہ سو روپیہ لے کر عدالت میں جا پہنچا اور حاکم کے سامنے رکھ دیا اور وہ قرض خواجہ مہاجن روپیہ دیکھ کر حاکم سے کہنے لگی۔ جناب ! یہ روپیہ کہیں سے چوری کر کے لایا ہے کیونکہ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ سن کر حاکم نے پوچھا کہ بتاؤ یہ روپیہ کہاں سے لیا ہے ورنہ قید کر لیے جاؤ گے اس نے کہا یہ بات وزیر اعظم سے معلوم کرو کہ میرے پاس روپیہ کہاں سے آیا ہے۔

حاکم نے وزیر اعظم کی خدمت میں خط لکھا وزیر صاحب نے خط کے جواب میں لکھا کہ جج صاحب! خبردار اگر اس بندے کے ساتھ ذرا برابر بھی بے ادبی کرو گے تو معزول کر دیئے جاؤ گے جج صاحب یہ جواب پڑھ کر خوفزدہ ہو گئے اور مرد صالح کو اپنی کرسی پر بٹھایا اور بڑی خاطر داری کی اور جو سو روپیہ اس مرد صالح نے دیا تھا وہ واپس کر کے مہاجن کو اپنی طرف سے سو روپیہ دے دیا مہاجن نے یہ منظر دیکھ تو خیال کیا کہ جب وزیر اعظم اور حاکم بھی اس کے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا بھی اسی کے ساتھ ہے اس نے وہ سو روپیہ واپس دے دیا معلوم ہوا کہ درود پاک دونوں جہانوں کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ (آب کوثر)

بغداد میں ایک تاجر رہتا تھا جو بہت مال دار تھا اس کا کاروبار اتنا وسیع تھا کہ سمندروں اور خشکی میں اس کے قافلے رواں دواں رہتے تھے اتفاق سے گردش کے دن آ گئے۔

کاروبار ختم ہو گیا قرضے سر پر چڑھ گئے ہاتھ خالی ہو گئے۔ قرض خواہوں نے پریشان کر دیا ایک صاحب دین آیا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کر دیا

مقروض نے معذرت کی لیکن صاحب دین نے کہا کہ ہم نے تیرے ساتھ وفا کا معاملہ کیا تھا؟ مگر تجھ میں وفا نہیں ہے مقروض نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے رسوا نہ کرو میرے ذمہ اور لوگوں کے بھی قرضے ہیں تیرے ایسے کرنے سے وہ بھی بھڑک اٹھیں گے حالانکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں یہ صاحب دین نے کہا کہ میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اسے عدالت میں قاضی کے ہاں لے گیا۔

قاضی صاحب نے پوچھا کہ توں نے اس سے قرض لیا ہوا ہے؟ مقروض نے کہا کہ جی ہاں لیا ہوا تھا! لیکن اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ میں ادا کرسکوں۔ قاضی صاحب نے ضامن مانگا ''ضامن دو ورنہ جیل جاؤ'' ضامن لینے گیا مگر کوئی شخص ضمانت دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔

صاحب دین نے اسے جیل بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ مقروض نے منت سماجت کی لیکن کسی کو رحم نہ آیا آخر کار مقروض نے عرض کیا کہ اللہ تعالی کے نام پر مجھے آج رات بچوں میں گزارنے کی مہلت دی جائے کل میں خود حاضر ہو جاؤں گے اور پھر مجھے بے شک جیل بھیج دینا پھر میری قبر بھی وہاں ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالی جیل سے نکلنے کی کوئی سبیل بنادے۔

یہ سن کر قرض خواہ نے کہا کہ ایک رات کے لئے بھی ضامن مانگا۔ مقروض نے کہا اس رات کے لئے میرے ضامن مدینے کے تاجدار بے کسوں کے چارہ ساز ہیں قرض خواہ نے منظور کرلیا اور مقروض گھر آ گیا لیکن حد درجے کا غمگین اور پریشان۔ دیکھ کر بیوی نے سبب پوچھا تو سارا ماجرا کہہ سنایا اور بتایا کہ آج کی رات کے لئے اپنے آقا ومولا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضامن دے کر آیا ہوں۔

بیوی جو کہ نہایت ہی بیدار بخت عورت تھی اس نے تسلی دی کہ غم نہ کھا فکر

کرنے کی کوئی بات نہیں ہے جس کے ضامن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں وہ کیوں مغموم و پریشان ہو؟ یہ سن کر غم کافور ہوئے ڈھارس بندھی۔ رات کو درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور درود پاک پڑھتے پڑھتے سو گیا۔ جب سویا تو امت کے والی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تسلی دی اور بشارت دی اور فرمایا کہ اے میرے امتی کیوں پریشان ہے فکر مت کر تم صبح صبح بادشاہ کے وزیر کے پاس جانا اور اسے کہنا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام فرماتے ہیں اور فرمایا کہ میری طرف سے پانصد روپے قرضہ ادا کر دو کیونکہ قاضی نے اس کے بدلے مجھے جیل بھیجنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمانت سے باہر ہوں اس بات کی دلیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ہر رات ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہو لیکن گزشتہ رات آپ کو غلطی لگ گئی اور آپ شک میں پڑ گئے کہ پورا ہزار پڑھا گیا ہے یا نہیں حالانکہ وہ تعداد پوری تھی۔ یہ فرما کر امت کے والی دکھوں کے دکھوں کو دور کرنے والے تشریف لے گئے اور وہ مقروض بیدار ہوا تو بہت ہی خوش تھا۔ مسرت سے پھولا نہیں سماتا تھا صبح نماز پڑھ کر وزیر صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وزیر صاحب دروازے پر کھڑے تھے اور سواری تیار تھی پہنچ کر فرمایا السلام علیکم وزیر صاحب نے جواب میں سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا کہ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو۔ فرمایا کہ آیا نہیں بھیجا گیا ہوں وزیر صاحب نے پوچھا کہ کس نے بھیجا ہے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے پوچھا کس لئے فرمایا کہ اس لئے کہ آپ میرا قرضہ ادا کریں جو پانچ صدروپے ہے۔ جب وزیر صاحب نے نشانی پوچھی تو سید العالمین صلی اللہ علی وآلہ وسلم کا فرمان سنا دیا۔ وزیر صاحب سنتے ہی اسے مکان میں لے گئے اور بہترین جگہ

پر بٹھایا اور عرض کی ایک مرتبہ پھر مجھے میرے آقا کا پیغام سنا دیجیے وزیر صاحب باغ باغ ہو گئے اور اس آنے والے کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا کہ یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر کے آیا ہے نیز وزیر صاحب نے کہا کہ مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پھر وزیر صاحب نے پانچ سو دینار دیئے کہ یہ آپ کے گھر والوں کے لئے ہیں پھر پانچ سو روپے دیئے یہ آپ کے بچوں کے لئے ہیں پھر پانچ سو روپے دیئے کہ اس لئے کہ آپ خوشخبری لائے پھر پانچ صد روپے دیئے کہ آپ نے سچا خواب سنایا پھر پانچ صد روپے دیئے قرض کی ادائیگی کے لئے۔ وہ مقروض یہ رقم لے کر خوشی خوشی گھر آیا اور پانچ صد روپے گن کر لے لئے اور صاحب دین کے گھر آیا اسے کہا کہ چلو میرے ساتھ قاضی صاحب کی عدالت میں اور اپنا قرضہ وصول کرلو۔

جب قاضی صاحب کی عدالت میں پہنچے تو قاضی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور قاضی صاحب نے اس مقروض کا استقبال کیا اور مودبانہ سلام پیش کیا اور کہا کہ رات مدینہ کے تاجدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم رویا میں تشریف لائے تھے اور مجھے حکم دیا کہ اس مقروض کا قرض ادا کردو اور اتنا روپے اپنے پاس سے دے دو یہ سن کر صاحب دین نے کہا کہ میں نے قرضہ معاف کیا اور پانچ سو روپے بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں کیوں کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ہی حکم دیا ہے۔ وہ شخص بخوشی واپس آیا تو اس کے پاس چار ہزار دینار تھے۔ (سعادۃ الدارین)

دعائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش برسنے لگی

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیش عسرت میں

لوگوں کو اس قدر پیاس لگی کہ وہ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے اوجھوں کو نچوڑ کر پانی پینے لگے تھے۔ پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں اور لشکر کی حالت کے متعلق عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ مبارک بلند فرمائے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک نیچے نہیں آئے تھے کہ بارش ہونے لگی اور لوگوں کے پاس جو برتن تھے وہ سب کے سب انہوں نے بھر لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش نے لشکر اسلام کی حدود سے تجاوز نہ کیا۔ یعنی صرف لشکر اسلام پر بارش برستی رہی گردونواح میں موسم خشک رہا کوئی بارش نہ ہوئی (مدارج النبوۃ)

سراقہ ہاتھوں میں قیصر وکسریٰ کے کنگن ہونگے

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکۃ المکرمہ سے مدینہ المنورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو قریش مکہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھی کو مارے گا یا پکڑ کر لے آئے گا تو اس کو ایک سو سرخ اونٹ انعام دیے جائیں گے۔

سراقہ اپنے علاقے کے سرداروں کے پاس بیٹھا تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ فلاں راستے پر دور سے دو شخص جاتے ہوئے دکھائی دیئے ہیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہی ہیں جن کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے کیلئے قریش مکہ نے سرخ اونٹوں کے انعام کا اعلان کر رکھا ہے۔ سراقہ نے جب یہ سنا تو بات آئی گئی کر دی۔ اور تھوڑی دیر بعد اٹھا اور گھر جا کر تیاری کی اور اپنی لونڈی (خادمہ) کو کہا کہ میرا گھوڑا فلاں راستے پر لے جاؤ میں آ کر وہاں سے تجھ سے لے لوں گا۔

چنانچہ سراقہ بن مالک سو سرخ اونٹوں کے لالچ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے تعاقب میں نکلا سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ جونہی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب پہنچا تو میرا گھوڑا سر کے بل گر پڑا اور میں زمین پر گر گیا۔ میں اٹھا اور دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے کو دوڑایا جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا تو تلاوت قران حکیم کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن تعاقب کرتے کرتے سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا'' لاتحزن ان اللہ معنا '' کچھ غم نہ کرو بے شک اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور میں گھوڑے کی پشت سے کود کر زمین پر آ گیا اور میں نے گھوڑے کو مارا تا کہ گھوڑا اٹھے لیکن زمین (جو کہ سخت تھی) اس نے گھوڑے کو نہ چھوڑا اور گھوڑا اپنی ٹانگیں باہر نہ نکال سکا حتی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نگاہ فرمائی اس وقت میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک یا دو نیزے کا فاصلہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالی ہمیں اس کے اس شر سے محفوظ فرما جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ اس وقت میرے گھوڑے کی چاروں ٹانگیں زمین میں چلی گئیں۔ میں نے بلند آواز سے پکارا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا گھوڑا باہر نکل آئے تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی غرض نہ ہوگی۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ شرط بھی رکھی کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعاقب میں آئے گا میں اس کو بھی واپس کردوں گا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ تعالی اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو

چھوڑ دے۔ پس زمین نے میرے گھوڑے کا چھوڑ دیا۔ میں نے مال ومتاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ ہمیں اس مال سے کوئی غرض نہیں بس ہماری بات کو مخفی رکھنا۔ جب مکہ المکرمہ فتح ہوا تو سراقہ بمعہ اپنے قبیلہ کے حاضر خدمت اقدس ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ (مدارج النبوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو حکم دیا کہ سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دے زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ سراقہ نے عرض کیا کہ مجھے معافی نامہ تحریر فرمادیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معافی نامہ تحریر فرمادیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت سراقہ کی کلائیوں پر گنجان بال تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا ''سراقہ تیری کیا حالت ہوگی جب تم اپنی ان گھچے دار بالوں سے اٹی کلائیوں میں کسریٰ کے کنگن پہنو گے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انصار جانثاروں کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے کہ سراقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بڑھے تو انصار جانثاروں نے روکا تو سراقہ نے وہی امان نامہ جو انہوں نے ہجرت کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحریر کروایا تھا پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سراقہ بن جعشم ہوں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ امان نامہ ہے۔

سراقہ ایک مرتبہ اتنے شدید بیمار ہوئے کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ احباب کو یقین ہوگیا کہ سراقہ اب اس مرض سے نجات نہ پائیں گے اور اسی مرض میں وفات پاجائیں گے چنانچہ احباب کو پریشان دیکھ کر سراقہ نے کہا کہ پریشان کیوں ہو

احباب نے کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ اب اس مرض سے تمہیں چھٹکارا نہیں مل سکے گا اور اسی مرض میں تم مالک حقیقی سے جاملو گے۔ سراقہ نے کہا کہ مجھے اس مرض میں موت نہیں آسکتی۔ کیوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے سنا کہ اے سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اور ابھی تک میں نے وہ کسریٰ کے کنگن نہیں پہنے جب تک میں کسریٰ کے کنگن نہیں پہن لیتا مجھ پر موت واقع نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ خلافت میں ملک ایران کسریٰ فتح ہوا۔ خلیفۃ الرسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا جب سارا مال تقسیم ہو چکا صرف کنگن بچ گئے اور ادھر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بچ گئے اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سراقہ آگے بڑھو میں اپنے ہاتھوں میں اپنے مخبر صادق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو پورا کرتا ہوں۔ چنانچہ خود اپنے ہاتھوں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو سونے کے کنگن پہنائے۔

مسجد نبوی میں بیٹھ کر مقام موتہ کے احوال کی خبر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ موتہ کے لئے لشکر تیار فرمایا اور اس لشکر کا سپہ سالار، علمبردار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ کہ اگر زید (رضی اللہ عنہ) شہید ہو جائیں تو امیر لشکر اور علمبردار حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں کے امیر حضرت عبداللہ بن رواحہ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر مقرر فرمالیں۔

جب موتہ کے مقام پر جنگ شروع ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی شریف میں موجود تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو جنگ موتہ کے جنگ کے حالات بتانا شروع کر دیئے اور فرمایا کہ اب حضرت زید شہید ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت جعفر طیار بڑی جرات و بہادری سے دشمن سے لڑ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اب حضرت جعفر طیار بھی شہید ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کی کمانڈ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھوں میں ہے جو اپنی جرات و بہادری کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اب حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور اب مسلمانوں کی سرداری بغیر سردار بنائے (سیف من سیوف اللہ) اللہ تعالیٰ کی تلوار میں سے ایک تلوار نے لے لی ہے اور انہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہی فتح عطا فرمائی اور اسی دن سے حضرت خالد بن ولید کا لقب سیف اللہ پڑ گیا۔ (مدارج النبوۃ)

اس کے بعد جس جنگ میں حضرت خالد بن ولید سپہ سالار ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو واضح فتح عطا فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احباب کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔

لبيك وسعديك

ایک آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے عرض کیا کہ میں ایمان نہیں لاؤں گا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری لڑکی کو زندہ نہ فرما دیں جو فوت ہو چکی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس نے اس لڑکی کی قبر دکھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ کہ اس نے عرض کیا کہ میں نے اس لڑکی کی میت کو وادی میں پھینک دیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ وادی دکھاؤ۔ اس نے وہ قبر یا وادی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔ آپ علیہ الصلواۃ والتسلیم نے اس چھوٹی سے لڑکی کو آواز دی اس لڑکی نے جواباً عرض کیا "لبیک وسعدیک" آپ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ دنیا میں آجائے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دنیا میں آنا پسند نہیں کرتی کیوں کہ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے والدین ایمان لا چکے ہیں اگر تو چاہے تو تجھے ان کے پاس واپس لاتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گردونواح میں جاتے تو پتھر اور درخت جو سامنے آتا وہ عرض کرتا "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مشکواۃ)

ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ کبھی منہ کی طرف نہ آسکا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھا تو اس نے عرض کیا کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا کیوں کہ وہ بے کار ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "جا آج سے وہ ہاتھ بے کار ہی رہے گا" (اس نے یہ صرف جھوٹ اور تکبر وغرور سے کہا تھا) مگر اس کے بعد وہ ہاتھ ایسا ہو بے کار ہو گیا کہ پھر کبھی منہ کی طرف نہ آسکا۔ (مسلم،

مشکوٰۃ)

جو بات بھی زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادا ہوئی خالق کائنات نے اس بات کو اس طرح پورا کر دیا۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی فرماتے ہو منشاء خداوندی ہوتا۔

تمہارے منہ سے جو بات نکلی ہو کے رہی

دھوون اور غسالہ پینے سے ہمیشگی خوشی عطا ہوئی

غزوہ بدر میں حضرت حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو ان کی والدہ اور بہن کو بہت صدمہ ہوا۔ جب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم واپس تشریف لائے تو حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میرا بیٹا حارث جنت میں ہے تو پھر خوشی کا مقام ہے اور رونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر میرا بیٹا دوزخ میں ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم میں چلا چلا کر روؤں گی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تیرا بیٹا حارث جنت الفردوس میں ہے تو اس پر حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا کہ پھر تو اس پر ہرگز نہ روؤں گی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالہ پانی کا طلب فرمایا اس میں ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی فرمائی اور اس پانی کو جس میں ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی فرمائی حضرت حارث کی والدہ اور بہن کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا سا پی لو اور باقی اپنے گریبان میں چھڑک لو! ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر کو چلی گئیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ منورہ میں کوئی عورت ان سے زیادہ خوش وخرم نہ تھی۔

لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا وجود خوشبودار ہو گیا

حضرت ام عاصم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خاطر زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتیں۔ مگر حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے وجود سے جو خوشبو آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت اچھی ہوتی۔ اس کے سامنے ہماری خوشبو کی کوئی حیثیت نہ ہوتی۔ اور جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جا کر بیٹھتے تو وہ بھی یہی کہتے کہ جو خوشبو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے آتی یہ اس سے بہتر خوشبو ہم نے نہیں سونگھی۔ ایک دن ہم نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں میرے بدن پر آبلے پڑے تھے اور پھنسیاں نمودار ہوئی تھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کپڑے اتار دو میں نے ستر چھپا کر کپڑے اتار دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پشت اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے میری بیماری جاتی رہی اور یہ خوشبو پیدا ہو گئی (خصائص الکبری)

دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فاسد خیالات دور ہو گئے

حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا یہ کتنا اچھا موقع ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف کرتے کرتے میرے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا فضالہ ہو؟ میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فضالہ ہوں۔ فرمایا کہ تم دل میں کیا خیال کر رہے تھے؟ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کچھ نہیں بس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اے فضالہ (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھ دیا جس سے میرے سارے فاسد خیالات دور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں ہٹایا یہاں تک کہ مجھے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز محبوب نہ رہی (سیرت ابن ہشام)

لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفا حاصل ہوئی

حضرت محمد بن خاطب رضی اللہ عنہ کا جسم جل گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن لگایا اور دست کرم پھیرا اور کہا کہ اے اللہ اس تکلیف کو دور فرما۔ پس آپ رضی اللہ عنہ تندرست ہو گئے اور انہیں کوئی تکلیف نہ رہی۔ (نسائی شریف)

سورج کو واپس بلالیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر پہنچے تو لشکر اسلام نے وہاں پڑاؤ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد از پڑاؤ کسی کام کے لئے کہیں تشریف لے گئے ادھر نماز عصر کا وقت ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نماز عصر ادا فرمائی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں

سرانور رکھ کر سو گئے یا اسی دوران وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام فرمانے یا سلسلہ وحی کی طوالت سے سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی یہ سوچتے کہ نماز عصر قضا ہو رہی ہے اور کبھی اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال فرماتے الغرض اسی سوچ میں ہی تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے یا سلسلہ وحی ختم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ کیا تم نے نماز عصر ادا کر لی ہے ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک میں نے نماز عصر ادا نہیں کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ اے اللہ علی (رضی اللہ عنہ) تیری اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں تھے کہ سورج غروب ہو گیا سورج کو واپس ہونے کا حکم دے تاکہ علی (رضی اللہ عنہ) نماز عصر ادا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ڈوبے ہوئے سورج کو واپس ہونے کا حکم دیا چنانچہ ڈوبا ہوا سورج واپس آیا یہاں تک کہ سورج کہ شعائیں پہاڑوں اور ٹیلوں پر پڑنے لگیں اور مخلوق خدا نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

سورج حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر رہا

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے اور اعلان معراج فرمایا تو کفار نے نشانی پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ قریش کا ایک قافلہ راستہ میں دیکھا اس قافلہ والوں کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا چند لوگ اس اونٹ کو تلاش کر رہے تھے۔ قریش مکہ نے پوچھا کہ وہ قافلہ کس دن اور کس وقت مکہ میں پہنچے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بدھ کے روز وہ قافلہ مکہ مکرمہ میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ قریش مکہ اس قافلہ کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک بدھ کا دن آ گیا اور بدھ کا سورج غروب ہونے کے قریب چلا گیا مگر قافلہ نہ آیا۔ جب سورج بالکل غروب ہونے کے قریب ہوا تو اہل اسلام پریشان ہوئے اور کفار خوشیاں منانے کی تیاریاں کرنے لگے کیوں کفار سمجھ رہے تھے کہ ابھی تک قافلہ کا نام ونشان بھی نہیں ہے اگر اب اس کی گرد وغبار نظر آ بھی جائے تو سورج کے غروب ہونے سے قبل قافلہ مکہ مکرمہ نہیں پہنچ سکتا۔ اب کچھ لوگوں کی نظر قافلے کے راستے پر اور کچھ لوگوں کی نظر سورج کی ٹکیا پر۔

بظاہر کفار مطمئن مگر اہل اسلام پُر یقین۔ کفار لحہ بہ لحہ سورج کو دیکھتے کہ سورج وہیں رک گیا گویا آگے جانے کا نام تک نہیں لے رہے یہ حالت دیکھ کر کفار پریشان سے ہو گئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ سورج غروب ہو گیا ہے تو دوسرے طرف سے آواز آئی کہ قافلہ بھی آ گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سورج کو روک دیا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

نماز عصر کی ادائیگی کے لئے سورج کو واپس بلالیا

غزوہ خندق کے موقع پر اہل اسلام کی نماز عصر قضا ہو گئی اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے سورج کو واپس موڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء مبارک میں نماز ادا فرمائی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد تمام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز عصر قضا ادا فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

سورج کا روکنا تین سورتوں پر ہوتا ہے

اول: غروب ہونے کے بعد واپس آئے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام صہبا پر اور غزوہ خندق کے موقع پر سورج واپس آیا۔

دوم: سورج کو روک دیا جائے جیسے معراج شریف کے بعد قافلہ قریش کی آمد کے موقع پر ہوا۔

سوم: سورج کی رفتار کم کردی جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نماز سے رہ جائیں

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بعید ہے کہ وہ نماز سے رہ جائیں جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہیں کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی واپس نہیں آئے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ)

کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی کے پیالہ میں پیشاب مبارک فرمایا۔ میں اٹھی اور پانی سمجھ کر پی لیا۔ کیوں کہ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ صبح جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو میں نے عرض کیا واللہ وہ تو میں نے پی لیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ آج سے تجھے کبھی پیٹ کی تکلیف، بیماری نہ ہوگی۔
(مستدرک حاکم، زرقانی علی المواہب)

توں نے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچالیا

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی ہوئی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی کنیز برکت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پی لیا تھا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تونے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچالیا۔ (خصائص الکبری)

جہنم کی آگ حرام ہوگئی

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا تو میں نے غسل کا پانی پی لیا بعدازاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اطلاع دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کا پانی پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جا تیرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہوگئی'' (خصائص الکبری، طبرانی)

دنیا میں چلتا پھرتا جنتی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا دانت مبارک شہید ہوگیا اور لب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوگئے جس وجہ سے خون بہنے لگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے خون بہتے ہوئے کو دیکھا تو آگے بڑھ کر لبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چوسنا شروع کردیا اور اس قدر چوسا کہ وہ جگہ (جہاں سے خون بہہ رہا تھا) سفید ہوگئی۔ جب حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ چوس رہے تھے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہا ے مالک (رضی اللہ عنہ) اسے پھینک دو۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا واللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک زمین پر نہ پھینکوں گا اور نگلتے ہی گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص (حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے (زرقانی علی المواہب)

دوزخ کی آگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور خون مبارک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ جاؤ جا کر کہیں چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے ۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خون مبارک کو باہر لائے اور پی لیا۔جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں چھپا آئے ہو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایسی جگہ چھپا آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تو نے پی لیا ہے تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نے پی لیا ہے کیوں کہ میں جانتا ہوں جس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک ہوگا دوزخ کی آگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا ہے پھر فرمایا کہ افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کردیں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچ سکے گا۔ (مستدرک ،بیہقی ،زرقانی ،شفا شریف)

خونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذائقہ شہد سے میٹھا، کستوری سے خوشبودار

ملا علی قاری شفا شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ بتا خون کا ذائقہ کیسے تھا تو فرمایا کہ ذائقہ شہد کی

طرح اور خوشبو کستوری جیسی تھی۔

شہید اور جنتی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام کی خبر بھی دی، فرمایا تو جنتی بھی ہے اور شہید بھی ہے۔ اور ایسے ہی ہوا جیسے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

جا تو آتشِ دوزخ سے محفوظ ہو گیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے پچھنے لگوائے تو جو خون مبارک نکلا وہ قریشی غلام نے پی لیا جس پر آپ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جا تو نے اپنے کو آتش دوزخ سے محفوظ کر لیا۔ (زرقانی علی المواہب، خصائص الکبریٰ)

تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارک نہ صرف طیب وطاہر ہیں بلکہ باعث برکت دافع البلاء بھی ہیں کیوں کہ بول مبارک پینے کے بعد سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی قے کرنے کا حکم صادر فرمایا نہ ہی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور نہ ہی آئندہ کے لئے روکا بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ جا تم نے اپنے آپ کو پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ کر لیا یعنی آئندہ تجھے پیٹ کی بیماری نہیں لگے گی اور دوسری جگہ پر فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو آتش دوزخ سے محفوظ کر لیا یعنی نہ اب دنیا میں کوئی تکلیف ہوگی اور نہ آخرت میں کوئی پریشانی ہوگی۔

خون جو نجس ہے ہر آدمی کا خون بالطبع مکروہ ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا خون مبارک جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبت و پیار سے پی لیا ان کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو آتش دوزخ سے بچالیا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اب اگر کوئی جنتی دیکھنا چاہے تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ لے جنہوں نے میرا خون مبارک پی لیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک جس کے جسم میں آجائے گا اسے دوزخ کی آگ کچھ نہیں کہہ سکے گی اس لئے ان صحابہ کرام نے محبت و پیار سے خون مبارک پی لیا تھا۔

لعابِ دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکاتِ عالیہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے جب ہم بطن روحا میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آرہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری کو روک لیا وہ حاضر ہوکر عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا یہ بچہ جس روز سے پیدا ہوا ہے اس روز سے آج تک ہوش میں نہیں آیا۔ حضور آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کو پکڑ کر اس کے منہ میں تھوک دیا اور فرمایا کہ نکل جا اے دشمن خدا بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ سلم) ہوں پھر اس لڑکے کو اس عورت کے حوالے کر دیا۔ اب اس پر کوئی اثر نہیں ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج سے فارغ ہوکر جب اسی مقام پر پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لیکر حاضر خدمت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا دست (بازو) مجھے دو پھر فرمایا کہ اس کا بازو مجھے دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بازدتو دو ہی ہوتے ہیں جو میں دے چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسامہ قسم ہے اس ذات کے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم چپ رہتے تو جب تک میں مانگتا رہتا تم دیتے رہتے (بیہقی، خصائص)

خشک کنواں پانی سے بھر گیا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیبیہ کے کنویں پر قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ لشکر اسلام نے حدیبیہ کے کنویں سے سارا پانی نکال لیا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ بچا۔ پس حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کنویں پر تشریف فرما ہو کر ایک برتن منگوایا پھر وضو فرمایا اور اس میں سے منہ مبارک میں پانی لیکر کی کنویں میں ڈال دی اور دعا فرمائی اور فرمایا تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دو۔ پس اس کنویں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ ہم نے (تقریباً بیس (۲۰) دن) قیام کیا فوج اور اس کی سواریاں اس سے سیراب ہوتے رہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ)

فلاں مقام پر عورت پانی لاتی ملے گی
اسے میرے پاس لاؤ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب لوگ سخت پیاسے ہوئے تو سب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی۔ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ایک شخص کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ فلاں مقام پر ایک عورت اونٹ پر پانی کی دو پکھالیں لادے ملے گی۔ اس کو میرے پاس لے آنا۔ وہ دونوں حضرت تشریف لے گئے اور ان دونوں نے اس عورت کو موجود پایا اور اس سے پوچھا کہ پانی کہاں سے لائی ہے اس نے کہا کہ میں کل اسوقت وہاں سے چلی تھی۔ آپ دونوں رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں اس نے کہا کہ کون رسول خدا؟ وہی جنہوں نے نیا دین نکالا ہے؟ آپ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں وہ اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں حق لے کر آئے ہیں۔ اس کو ساتھ لیکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور انہی پکھالوں سے پانی لیکر اس میں کلی کی اور اس پانی کو انہی پکھالوں میں ڈلوایا اور لوگوں میں اعلان کروادیا کہ آؤ اور خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ چنانچہ سب لشکر نے پانی پیا اور پلایا اور عورت کھڑی یہ سب کچھ دیکھتی رہی حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ان پکھالوں کا منہ باندھا گیا تو اللہ تعالی کی قسم یوں معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے زیادہ پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کے لئے کچھ جمع کردو چنانچہ کھجوریں اور آٹا اور ستو کھجوریں اور آٹا اور ستو بہت کچھ جمع ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ جانتی ہو کہ اللہ تعالی کی قسم ہم نے تیرے پانی سے کچھ نہیں لیا اور اللہ تعالی نے ہمیں بھی پلایا ہے اور راوی کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے قبیلے میں گئی تو اس نے سب قبیلے والوں کو جمع کیا تو لوگوں نے کہا کہ تجھے کس نے روکا تھا؟ وہ بولی ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے کہ دو آدمی مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس نے نیا دین نکالا ہے پھر وہ واقعات جو وہاں دیکھے تھے بیان کئے پھر کہا

کہ یا تو زمین و آسمان کے درمیان اس سے زیادہ جادوگر کوئی نہیں یا بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اس کے بعد مسلمان مجاہدین اس قبیلے کے اطراف وجوانب میں کاروائیاں کرتے رہے لیکن اس قبیلے کا ارادہ نہیں کرتے تھے ایک روز اس عورت نے اپنے قبیلے سے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ مسلمان جان بوجھ کر تمہیں چھوڑ دیتے ہیں کیا تم مسلمان ہونا مناسب سمجھتے ہو لوگوں نے اس کی بات مان لی اور سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف)

سارا قبیلہ جہنم سے محفوظ ہو گیا

کیوں نہ مسلمان ہوتا اس لئے کہ انہوں نے وہ پانی استعمال کیا جس میں لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اس لعاب دہن کی برکت کہ اللہ تعالیٰ نے اس سارے قبیلے کو جہنم کی آگ سے محفوظ و مامن کر دیا

خشک کنواں اور لعاب دہن کی برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا کی جانب تشریف لے گئے اور ایک کنویں پر تشریف فرما ہوئے جس سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا مگر ہر روز اس کا پانی تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو جاتا پھر یہ کنواں دن بھر خشک رہتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ پانی اس کنویں میں ڈال دیا پھر اس کنویں کی یہ حالت ہو گئی کہ پوری زمین اس سے سیراب ہوئی اور خوب پیداوار ہوئی۔ (خصائص، طبقات ابن سعد)

کھارا کنواں میٹھا ہو گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا وہ ایسا میٹھا ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ کوئی کنواں میٹھا نہ تھا۔ (شفا شریف)

زخم پر لعابِ دہن کے لگنے سے زخم ٹھیک ہو گیا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرہ پر ایسا زخم لگایا کہ سر کی ہڈیاں تک کھل گئیں میں اس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پٹی کھول دے میں نے پٹی کھول دی ونفث منھا فما اذانی منھا شیء۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم میں تھوک دیا اس کے بعد مجھے بالکل تکلیف نہ ہوئی۔ (طبرانی)

جلی ہوئی جگہ دستِ کرم سے بالکل صحیح ہو گئی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محمد بن حاطب جو کہ بچے تھے کے ہاتھ پر پکی ہوئی ہانڈی گر گئی جس سے ان کا ہاتھ جل گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلی ہوئی جگہ پر ہاتھ پھیرا دعا فرمائی اور جلی ہوئی جگہ پر تھوک دیا تو وہ ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ (بیہقی، زرقانی)

پیٹ کا درد اور لعابِ دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیٹ میں سخت درد رہا کرتا تھا میں نے ایک آدمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا

۔پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹی کا ڈھیلا زمین سے لیکر اس پر تھوک فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو گھول کر پلا دو جب وہ ڈھیلا گھول کر پلایا گای تو فوراً صحت ہوگئی۔(خصائص)

تیر لگنے سے پھوٹی ہوئی آنکھ لعاب دہن سے بالکل صحیح ہوگئی

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور وہ پھوٹ گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا تھوک مبارک ڈالا اور دعا فرمائی پس مجھے اس کی ذرا تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہوگئی۔(خصائص)

حضور ﷺ نے اپنے مہمان کو کھانا کھلایا

حضرت ابوحفظ حداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور ایک وقت ایسا آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔بھوک سخت اور شدید لگی ہوئی تھی یوں ہی پندرہ دن گزر گئے۔

جب میں بہت ہی زیادہ نڈھال ہوگیا تو میں نے اپنے پیٹ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے ساتھ لگا دیا ور کثرت سے درود شریف پڑھا اور عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مہمان کو کھانا کھلایئے بھوک نے نڈھال کر دیا ہے۔وہیں پر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند مسلط کر دی اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کی دولت عطا فرمائی اور سیدنا صدیق اکبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب جب کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بائیں

جانب جب کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سامنے کی طرف تشریف فرما تھے۔

مجھے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اٹھ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور دست بوسی کی۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے آدھی کھائی ہی تھی کہ آنکھ کھل گئی جب دیکھا تو آدھی روٹی میرے پاس موجود ہے۔ (سعادۃ الدارین)

غزوہ خیبر اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

غزوہ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علم اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالی فتح عطا فرمائے گا اور وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت کرتے ہوں گیس۔ اس اعلان پاک کے بعد ہر ایک صحابی کی خواہش رہی کہ کل اس کرم نوازی کے سزاوار ہم ہوں چنانچہ اگلی صبح ہر صحابی اسی امید کے ساتھ خدمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا مگر صبح کو اللہ تعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کہاں ہیں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کیا بات ہے تو عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھیں دکھتی ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ دکھتی آنکھیں فوراً صحیح ہوگئیں۔

دعائے مصطفیٰ سے علی المرتضیٰ کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر آشوب چشم تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈال دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی تو وہ فوراً ٹھیک ہوگئیں گویا کہ آنکھوں کو کبھی درد ہوا ہی نہیں تھا۔ (بخاری شریف)

تیر لگنے سے سینے کا زخم لعاب دہن سے صحیح ہوگیا

جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کے سینے میں تیر لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس زخم پر تھوک دیا تو وہ فوراً ٹھیک ہوگئے۔ (شفا شریف)

قاتل ابوجہل حضرت معوذ کا کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا

غزوہ بدر میں حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹ گیا تو وہ اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تھوک دیا تو اس کو اپنی جگہ سے ملا دیا تو وہ ٹوٹا ہوا ہاتھ اسی وقت جڑ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہاتھ کبھی کٹا ہی نہ تھا۔ (شفا شریف)

ابوقتادہ چہرے کا زخم لعاب دہن سے صحیح ہوگیا

غزوہ ذی قرد میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر تیر لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا اور زخم پر تھوک دیا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ نہ تو مجھے درد ہوا اور نہ زخم میں پیپ پڑی بلکہ زخم اچھا ہوگیا۔ (شفاشریف)

علی بن حکم رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی

غزوہ خندق میں حضرت علی بن حکم کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پنڈلی ٹوٹنے کی شکایت عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم پر تھوک دیا تو وہ اسی وقت اچھے ہو گئے حالانکہ وہ گھوڑے سے اتر بھی نہ سکتے تھے۔ (شفاشریف)

کٹا ہوا مونڈھا درست فرمادیا

غزوہ بدر میں حضرت حبیب بن سیاف رضی اللہ عنہ کے مونڈھے پر ایک ایسی ضرب لگی جس سے مونڈھے کی اک کروٹ لٹک گئی۔ پس رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس لٹکی ہوئی کروٹ کو اس جگہ پر رکھ کر او پر تھوک دیا تو وہ مونڈھا فوراً بالکل صحیح ہوگیا۔ شفاشریف)

گلی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا ٹل گئی

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جمرہ العقبی کے پاس رمی فرماتے ہوئے دیکھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منی سے اپنے مقام پر واپس تشریف لائے۔ وہاں ایک عورت آسیب زدہ بچے کو لے کر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس لڑکے پر کوئی بلا مسلط ہے کہ بات نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو حکم دیا کہ پانی لاؤ وہ عورت برتن میں پانی لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس سے پانی لیکر برتن میں کلی فرمائی اور دعا فرمائی بعد ازاں وہ پانی اس کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ پانی اس لڑکے کو پلاؤ اور اس میں نہلاؤ۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ چلی گئی تو میں بھی اس کے پیچھے ہوگئی اور اس سے کہا کہ اس میں سے تھوڑا سا پانی مجھے بھی دے دو اس نے کہا کہ لے لو۔ میں نے وہ پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلا دیا وہ ماشاء اللہ زندہ رہا اور بہت ہی نیک بخت ہوا۔ پھر اس عورت سے ملی تو معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا اچھا ہوگیا تھا اور اپنے ہم عمر لڑکوں میں ایسا ہوگیا کہ اس سے بہتر کوئی لڑکا عقل وفراست میں نہ تھا۔ (احمد، بیہقی، خصائص)

پانی میں کلی فرمائی اور جو چاہا پڑھا انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے

حضرت ابو عمر انصاری سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ایک روز ہم پیاسے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈولچی منگوا کر اس کو اپنے سامنے رکھا اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈال کر اس میں کلی کی اور جو چاہا کلام پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھوٹی انگلی اس میں رکھ دی۔ حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ خود بھی پانی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ۔ اس پانی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود پیا جانوروں کو پلایا مشکیں اور ڈونیاں بھرلیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک نظر آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ جو شخص ان دونوں باتوں کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

چند آدمیوں کا کھانا ایک ہزار نے کھایا کھانا پھر بھی ویسا ہی رہا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کے روز کچھ کھانا تیار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑا سا کھانا ہے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چلو اور اپنی زوجہ سے کہہ دینا کہ جب تک ہم نہ آئیں ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور روٹیاں نہ بنانا۔ اور اونچی آواز میں فرمایا کہ اے اہل خندق حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہماری دعوت کی ہے سب چلو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر جلدی جلدی اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اے نیک بخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیکر تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کیا تھا کہ کھانا مختصر ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کیا تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں نہ ہانڈی اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا شروع کرنا اس پر اس نیک بخت بیوی نے کہا کہ پھر پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو گوندھا ہوا آٹا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا گیا آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آٹے میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی بعدازاں ہانڈی کی جانب تشریف لائے اور اس میں بھی لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو تقسیم شروع ہوئی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار (۱۰۰۰) صحابہ کرام نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر کھانا پھر بھی اسی طرح باقی رہا گویا ابھی تک کسی نے کھایا بھی نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

لعاب دہن مصطفیٰ سے پانی خوشبوار ہوگیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم کے بھرے ڈول میں لعاب دہن میں ڈال دیا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگیا۔ (شفا شریف)

نابینا بینا ہوگئے اور عمر بھر آنکھیں خراب نہ ہوئیں

حضرت فدیک رضی اللہ عنہ کا پاؤں سانپ کے انڈوں پر آ گیا جس کی وجہ سے ان کی بینائی جاتی رہی اور آنکھیں سفید ہوگئیں۔ انہیں دونوں آنکھوں سے بالکل نظر نہ آتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھوں میں تھوک فرمادیا تو انہیں سب کچھ نظر آنے لگا وہ بینا ہوگیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت فدیک رضی اللہ عنہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے (بیہقی، طبرانی)

لعاب دہن کی وجہ سے باتیں صحیح کرنے لگے

حضرت بشیر بن عقربنہ جہنی فرماتے ہیں کہ میری زبان میں گرہ تھی جس کی وجہ سے میں صحیح بات نہیں کرسکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوا صورت حال عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ گرہ کھل گئی۔ اور فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے عرض کیا کہ بُحیر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بشیر ہو۔ (ابن عساکر، خصائص)

آسیب زدہ بچہ اور حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اعجاز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن میں اللہ تبارک وتعالی نے وہ برکت رکھ دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسیب زدہ بچے کے منہ میں تھوک کر حکم دیتے ہیں کہ اے دشمن خدا نکل جا اب اس کی کیا مجال کہ وہ انکار کرے یا لیت ولعل سے کام لے بلکہ اس کے پاس ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس بچے سے نکل کر بچے کو آزاد کر دیتا اور ایسا ہی ہوا وہ بچہ بالکل صحیح ہو گیا۔

کنویں کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت سے پانی اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیر ہو کر پانی پیتے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانور بھی سیر ہو کر پانی پیتے ہیں مگر پانی ختم نہیں ہوتا۔

کبھی پکھالوں میں لعاب دہن ڈال دیتے ہیں تو وہ پانی اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ سارے صحابہ کرام بھی سیراب ہو جاتے ہیں اور اس لعاب دہن والے پانی کو پینے والا قبیلہ اس پانی کی برکت سے مسلمان ہو جاتا ہے۔

وہ کنواں جس کا پانی زمینوں کو سیراب کرنے کے استعمال ہوتا مگر ہر روز تھوڑی دیر کے بعد کنویں سے پانی ختم ہو جاتا جونہی ہی لعاب دہن ڈالا گیا وہی کنویں جس کا پانی اب ختم ہونے کا نام نہیں لیتا نہ صرف وہ پانی زمینوں کو سیراب کرتا بلکہ

لعابِ ہن کی برکت سے فصلیں خوب ہونے لگیں۔

کبھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کنویں میں لعاب دہن مبارک ڈال کرا سے مدینہ منورہ کے سارے کنوین سے میٹھا اور باعث برکت فرمادیا گیا۔

کہیں محمد بن حاطب کے ہانڈی سے جلے ہوئے ہاتھوں پر لعاب دہن لگا کرا سے صحت مند کر دیا۔

کہیں ملاعب رضی اللہ عنہ کے پیٹ کا درد لعاب دہن کی برکت سے جاتا رہا

جب بھی کسی غزوہ میں کوئی غلام زخمی ہوا وہ خدمت مصطفوی میں آیا، جب آتا تو حالت زخم میں، تکلیف میں، درد میں مگر جب واپس لوٹتا تو نہ زخم ہوتا نہ درد اور نہ ہی تکلیف ہوتی۔

کہیں لعاب دہن لگا کر دکھتی آنکھوں کو یوں صحت مند کر دیا کہ پھر کبھی درد نہ ہوا۔

کہیں زخمی آنکھ کو ایسے تندرست کر دیا کہ تندرست سے بھی تندرست ہوگئی

الغرض ایک لعاب دہن سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شمار بیماروں کو صحت عطا فرمائی، مشکل میں پھنسے ہوؤں کی مشکل کشائی فرمائی، حاجتمندوں کی حاجت روائی فرمائی۔ جو بھی آیا جس تکلیف میں آیا وہ کبھی بھی خالی واپس نہیں لوٹا بلکہ مانگنے سے بھی سوا عطا فرمایا۔

طبیت مریض کے پاس

بچپن میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دادا جان جناب عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو لے کر ایک راہب کے پاس تشریف لے گئے۔ حسن اتفاق یہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان اس راہب کے پاس تشریف لے گئے تو شام کا وقت ہو چکا تھا اور وہ راہب دروازہ بند کر چکا تھا اور اس کی عادت تھی کہ شام کے بعد جب وہ دروازہ بند کر لیتا تو پھر صبح سے پہلے کبھی نہ کھولتا خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ جناب عبدالمطلب پریشان ہوئے مگر تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہوں گے کہ اس راہب نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھولنے کے بعد کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا ہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان کو پھر گویا ہوا کہ اس بچے کا آپ کے ساتھ کیا رشتہ ہے تو جناب عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اس راہب نے کہا کہ کیا آپ اس کے والد ہیں فرمایا کہ نہیں یہ میرا پوتا ہے کہا کہ اس کے والد کہاں ہیں اس پر جناب عبدالمطلب نے فرمایا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہے اس پر راہب نے کہا کہ ہماری کتابیں یہی بتاتی ہیں کہ اس بچے کو یتیم پیدا ہونا ہے۔ اس کے بعد عرض کیا کہ اب بتاؤ کیسے آنا ہوا اس پر جناب عبدالمطلب نے فرمایا کہ اس بچے کی آنکھوں کو آشوب چشم ہے اور میں دم کرانے آیا ہوں۔ (اس جواب میں راہب کے جملے سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں)

راہب نے کہا کہ افسوس کہ تم طبیب کو مریض کے پاس لے آئے ہو تمہیں نہیں معلوم کہ ان کے لعاب دہن میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے جائیں ان کا لعاب دہن آنکھوں پر لگائیں آنکھیں تندرست ہو جائیں گے چنانچہ جناب عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا جوں ہی لعاب دہن لگایا گیا دکھتی آنکھیں تندرست ہو گئیں۔

دستِ کرم کی برکات

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لارہے تھے تو راستے میں دوپہر کے وقت ام معبد بن عاتکہ بن خالد خزاعیہ کے ہاں گزر ہوا۔ ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی وہ اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھ کر مسافروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا ارادہ فرمایا مگر اس کے پاس دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے خیمے کے ایک طرف ایک بکری دیکھی تو فرمایا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ ام معبد نے عرض کیا کمزوری اور لاغری کی وجہ سے بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ ام معبد نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو مجھے اس کو دوہنے کی اجازت دیتی ہے۔ ام معبد نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نیچے سے دودھ دیکھتے ہیں تو دودھ دوھ لیں۔'' فمسح بیدہ فرعھا وسمی اللہ تعالی ودعا لھا فی شانھا'' آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنا دست کرم اس کے تھنوں پر پھیرا اور اللہ تعالی کا نام لیا اور دعا کی تو بکری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دونوں ٹانگیں چوڑی کرلیں۔ اور دودھ اتارلیا اور جگالی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن طلب فرمایا جو جماعت کو سیراب کردے اور اس میں دودھ، دوھ کر بھر دیا یہاں تک کہ اس کی جھاگ آگئی پھر ام معبد کو پلایا وہ سیراب ہوگئیں اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک وہ بھی سیراب ہوگئے سب سے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا پھر دوسری بار دودھ دوہنا شروع فرمایا یہاں کہ وہ برتن پھر بھر گیا اور اس کو بطور نشانی ام معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت فرمایا پھر وہاں سے آگے تشریف لے چلے۔ (مشکواۃ)

یہ تو وہی ہیں جن کا چرچا ہر سو ہے

کچھ دیر بعد ام معبد کا شوہر آیا وہ دودھ دیکھ کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر میں تو ایسی کوئی بکری نہیں ہے جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مبارک شخص آیا تھا جس کی باتیں میٹھی، صورت پیاری، فصیح زبان جس کا حلیہ شریف بہت پیارا پھر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ ام معبد کے خاوند نے کہا کہ وہی تو قریشی سردار ہیں جن کا چرچا ہر سو ہو رہا ہے اور کہا کہ میں نے بھی ارادہ کرلیا ہے کہ اب انہی کی صحبت میں رہوں چنانچہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ (کنز العمال، شمس التواریخ)

آنکھ میرے چاہنے پر اور جنت اپنی جناب سے عطا فرمادیں

جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ کا ڈھیلا رخسار پر بہہ گیا تو اس کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ چاہیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اگر چاہو تو تمہارے لئے آنکھ لوٹا کر دعا کروں پھر تم اس میں کوئی کمی نہ پاؤ گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ جنت ایک اچھی جزا ہے اور خوبصورت عطا ہے لیکن میری بیوی ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ مجھے اس حال میں دیکھ کر وہ مجھے پسند نہیں کرے گی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو لوٹا بھی دیجیئے اور میرے لئے جنت بھی مانگیئے۔ فرمایا بہت اچھا پس آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آنکھ کے ڈھیلے کو اپنے دست کرم سے پکڑا اور اس کی جگہ چشم خانہ میں رکھ دیا اور عرض کی اے اللہ تعالیٰ اس کو بہت اچھا بنا دے۔ تو اس سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ حسن و جمال اور قوت بصارت کے لحاظ سے دوسری آنکھ سے بہت اچھی ہوگئی۔ (زرقانی علی المواہب)

لعابِ دہن سے آنکھ تکلیف سے محفوظ ہوگئی

اگر دوسری آنکھ کو کبھی تکلیف و درد بھی ہوتا تو یہ آنکھ اس درد و تکلیف سے محفوظ رہتی۔ (مدارج النبوۃ)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یقین واعتقاد تھا کہ ظاہری اسباب کے بغیر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آنکھ کو جو ختم ہو چکی ہے اچھا بلکہ بہت اچھا فرما سکتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت بھرے انداز میں فرمایا کہ اے میرے غلام اگر تو اس تکلیف پر صبر کر تو اس کی جزا جنت ہے اگر تو چاہتا ہے تو میں تیری اس آنکھ کو لوٹا دیتا ہوں۔ اور لوٹا تا بھی ایسے ہوں کہ اس میں کمی نہ رہے گی

۔

حضرت قتادہ نے جب اپنے آقا و مولیٰ کو رحمت بھرے انداز ملاحظہ فرمایا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ بھی عطا فرما دیں اور جنت کی دعا بھی فرما دیں۔ گویا عرض کیا ہوگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ میرے عرض کرنے پر اور جنت اپنی مرضی سے دونوں ہی عطا فرما دیں۔

محبوب کبریاء علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے غلام کی اس خواہش کو بھی پورا فرما دیا آنکھ بھی لوٹائی اور ایسی لوٹائی کہ پہلے سے خوبصورت ہوگئی اور ایسی تکلیف دور

ہوئی کہ زندگی میں کبھی تکلیف نہ ہوئی اگر کبھی موسمی اثرات آنکھوں پر اثر انداز ہوتے بھی تو یہ آنکھ اس سے محفوظ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظمت کے اظہار کے لئے اپنی عطا کردہ آنکھ سے اس آنکھ کو جس کیلئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی ہر لحاظ سے حسن و جمال اور قوت وبصارت میں پہلے سے بہتر بلکہ بہت بہتر فرما دیا۔

شام سے پہلے پہلے دھدھر جاتا رہا

حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد (دھدھر) تھا جو ان کی ناک کو چیر گیا جس سے حضرت ابیض رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا کر ان کے چہرہ پر دست کرم پھیرا شام سے پہلے پہلے داد (دھدھر) کا نشان ختم ہو گیا۔ (خصائص)

جن نکل گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس بچے کو جن چمٹا ہوا ہے اور اس بچے کو صبح وشام پریشان کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سینے پر اپنا ید اللہ والا دست کرم پھیرا اسے فی الفور قے شروع ہو گئی اور اس کے پیٹ سے ایک کالے پلے جیسی چیز نکلی جو ادھر ادھر دوڑتی پھرتی تھی۔ (مشکوٰۃ، دارمی، شفا شریف)

بچھوری کے تھن دودھ سے بھر گئے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں

عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک دفعہ نبی کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا دودھ ہے لیکن امانت ہے میں اس امانت میں خیانت نہیں کرسکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی بکری لا جسے نر نہ ملا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک پٹھوری لیکر حاضر خدمت ہوا پس رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے تھنوں پر دست کرم پھیرا اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک چوڑا پیالا لاکر حاضر خدمت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں دودھ دوہا وہ بھر گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لو پیو اور پھر تھنوں کو حکم دیا کہ تم جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے مسلمان ہونے کا یہی سبب ہے۔ (بیہقی، شفا شریف)

ٹوٹی ہوئی پنڈلی ٹھیک ہوگئی

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے دشمن ابو رافع یہودی کو قتل کیا۔ چاندنی رات تھی اور اس کے اونچے مکان سے نیچے اترتے ہوئے زینے سے گر گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی انہوں نے گرم گرم پنڈلی اپنے عمامہ سے باندھ لی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سارا حال عرض کیا تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پاؤں پھیلاؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ مشکل کشا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنا

دست کرم پھیرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست کرم پھیرتے ہی پنڈلی ایسے درست ہوگئی کہ گویا کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (بخاری شریف، مدارج النبوۃ)

اندھیرا گھر تو روشن ہو جاتا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسید بن ابی یاس رضی اللہ عنہ کے چہرہ اور سینے پر دست کرم پھیرا پس حضرت اسید رضی اللہ عنہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (ابن عساکر، خصائص)

دستِ کرم سے چہرہ آئینہ بن گیا

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست کرم پھیرا تو ان کے چہرہ میں ایسی چمک پیدا ہوگئی یہاں کہ ان کے چہرہ میں ایسے نظر آتا جیسے شیشے میں نظر آتا گویا ان کا چہرہ آئینہ بن گیا۔ (شفا شریف)

دستِ کرم پھیر کر علی کو باب مدینۃ العلم بنا دیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ناتجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیسے کروں گا۔ یہ سن کر آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے پر پھیرا اور دعا فرمائی ''اے اللہ تعالی علی کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ'' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قسم اس وقت سے تادم حیات مجھے فریقین کے مابین فیصلہ کرتے وقت ذرا برابر بھی غلطی کا شک وشبہ نہیں ہوا

۔(ابن ماجہ، حاکم)

پل بھر میں مشکل سے مشکل قضیہ حل کر لیتے

اسی دعا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل معاملات کو پل بھر میں حل فرما دیتے۔ اکثر اوقات سوال کرنے والے کے سوال کرنے میں دیر لگ جاتی مگر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب دینے میں دیر نہ لگتی۔

دنیا میں سب سے قاضی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سب سے بڑے قاضی (فیصلہ کرنے والے) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں ۔(بخاری شریف)

دستِ کرم سے چہرہ مرتے دم تک تروتازہ رہا

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر دست کرم پھیرا۔ ان کا چہرہ مرتے دم تک تروتازہ رہا۔(خصائص)

حضرت عثمان کے سینے سے شیطان کو نکال دیا

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن یاد نہیں رہتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا سبب شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریب آنے کا حکم دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "فوجدت بردھا بین کتفی وقال اخرج یا شیطان من صدر عثمان" میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان محسوس کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کوئی چیز بھی سنی مجھے یاد ہوگئی۔ (بیہقی، ابونعیم)

مدینہ منورہ کے بچے اور بابرکت پانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو مدینہ منورہ کے بچے اپنے اپنے برتنوں میں پانی لیکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک میں اپنا دست کرم ڈبو دیتے بعض اوقات سردی ہوتی تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی فرماتے۔ (مسلم شریف)

بچے وہ پانی اپنے گھروں میں لے جاتے جسے بابرکت اور تمام تکالیف و بیماریوں کے لئے مجرب نسخہ اور شفا سمجھ کر پیا جاتا۔

۲۱ کھجوریں ۱۶۰۰ من کھجوریں بن گئیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں لشکر اسلام کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہ رہی تب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تمہارے پاس کیا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لے آؤ میں نے کھجوریں حاضر خدمت کر دیں جو تعداد میں کل اکیس (۲۱) تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم کھجوروں پر رکھ کر دعا کی پھر حکم دیا کہ دس (۱۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ میں دس (۱۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا لایا انہوں نے خوب سیر ہو کر کھجوریں کھائیں پھر دس (۱۰) اشخاص کو بلانے کا حکم دیا وہ بھی آئے اور کھا کر چلے گئے اس طرح دس، دس (۱۰،۱۰) آدمی آتے گئے اور خوب سیر ہو کر کھاتے اور چلے جاتے یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھجوریں خوب سیر ہو کر کھائیں جو باقی رہ گئیں فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ لو جب چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے کھجوریں نکال لیا کرو لیکن توشہ دان نہ انڈ یلنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک انہی کھجوروں سے کھاتا رہا اور خرچ کرتا رہا۔ تقریباً پچاس (۵۰) وسق اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیں اور دو سو (۲۰۰) وسق سے زیادہ میں نے خود کھائیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ توشہ دان میرے گھر سے چوری ہو گیا۔ (بیہقی، ابو نعیم)

نوٹ! ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا اور ایک صاع چار (۴) سیر سات (۷) چھٹانک کا ہوتا ہے اس حساب سے تقریباً تین سو چھبیس (۳۲۶) من فی سبیل اللہ دیں اور تیرہ سو چھ (۱۳۰۶) من خود استعمال کیں جب کہ وہ تعداد میں کل اکیس (۲۱) تھیں جس سے لشکر اسلام نے بھی سیراب ہو کر کھایا اور بعد میں سولہ سو (۱۶۰۰) من سے زیادہ کھجوریں استعمال کی گئیں یہ ہے دست کرم کی برکت۔

دستِ کرم کی برکت سے ۷ کھجوریں دو دن کافی رہیں

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تو اپنے توشہ دان خالی کر دیئے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی طرح دیکھو اپنے اپنے توشہ دان جھاڑو ممکن ہے کچھ نکل آئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ہر توشہ دان کو دیکھا اور جھاڑا گیا تو کل سات (۷) کھجوریں نکلیں جو ہم نے لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب ہم نے کھجوریں پیش کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کھجوروں کو ایک پیالے میں رکھا اور ان پر اپنا دست کرم رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ کھاؤ ہم تینوں نے کھائیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا رہا جب ہم سیر ہوگئے تو میں نے گھٹلیاں شمار کیں تو وہ کل چون (۵۴) تھیں جب کہ اسی طرح دیگر دو آدمیوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھائیں جب ہم سب سیر ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم اٹھایا تو وہ سات کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال انہیں سنبھال کر رکھ لو اور ان میں سے کچھ نہ کھانا جب دوسرا دن آیا تو کھانے کا وقت ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے وہی کھجوریں لانے کا حکم دیاں کجھوریں حاضر کر دیں تو پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں پر دست کرم رکھا اور فرمایا کہ بسم اللہ کھاؤ۔ اب ہم دس آدمی تھے جب ہم سب نے سیر ہو کر کھالیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست کرم اٹھایا تو پھر وہی سات (۷) کھجوریں موجود تھیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ عنہ) مجھے اپنے رب

سے شرم آتی ہے ورنہ تم مدینہ منورہ واپسی تک ان ہی سات کھجوروں سے کھاتے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سات (۷) کھجوریں ایک لڑکے کو عطا فرمادیں جس نے ان کو کھالیا۔ (ابن عساکر، ابو نعیم)

پنگھوڑے میں چاند سے باتیں فرماتے

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک واقعہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی واضح دلیل ہے اور میرے مسلمان ہونے میں اس کا بڑا دخل ہے وہ یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہد (گہوارے، پنگھوڑے) میں لیٹے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح انگلی مبارک کا اشارہ کرتے چاند اسی طرف ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس (چاند) سے باتیں کرتا اور وہ (چاند) مجھ سے باتیں کرتا۔ اور چاند مجھے رونے سے بہلاتا اور میں چاند کے گرنے کی آوازیں سنتا جو عرش الٰہی کے نیچے سجدہ میں گرتا تھا۔ (بیہقی، ابن عساکر)

کنکریاں دم فرما کر کنویں میں ڈلیں کنواں پانی سے بھر گیا

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر سے پہلے رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت تھوڑا سا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافی نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پانی کو ایک برتن میں ڈال

کر لے آؤ۔ چنانچہ میں اس پانی کو ایک برتن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی میں اپنا دست کرم رکھ دیا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے بیچ میں سے پانی کا چشمہ جوش مارنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو بلاؤ جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائے میں نے پکارا کہ جس کو پانی کی ضرورت ہے وہ آ جائے چنانچہ بہت سے لوگ آ گئے اور اس سے پانی لیا یہ دیکھ کر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قبیلہ میں ایک کنواں ہے جس میں موسم سرما میں تو پانی بہت ہوتا ہے مگر جونہی موسم گرما آتا ہے اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم سب لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر جہاں پانی ہوتا ہے وہاں چلے جاتے ہیں اب جب کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اطراف وجوانب والے قبیلے ہمارے مخالف ہو گئے ہیں اب ہمیں مشکل پیش آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہمارے کنویں کا پانی ہمیں کافی ہو جائے اور ہم ایک ہی جگہ اکٹھے رہیں ہمیں علیحدہ ہونے کی ضرورت نہ پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات کنکریاں لے آؤ جب سات کنکریاں لائی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سات کنکریوں کو ہاتھ میں لیا اور دعا فرمائی پھر فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ اور جب کنویں پر پہنچو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ایک ایک کر کے اس میں ڈال دو حضرت زید صدائی فرماتے ہیں کہ جب ہم نے وہ کنکریاں اس کنویں میں ڈال دیں تو اس کنویں میں اتنا پانی آیا کہ ہم اس کی تہہ تک نہیں دیکھ سکتے تھے (بیہقی، خصائص)

حالت نماز میں جنت کو دیکھ لیا

حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ میں نے بحالت نماز جنت کو دیکھ لیا اور ایک خوشہ پکڑ لیا فرمایا کہ اگر میں اس کو توڑ لیتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔(بخاری شریف)

تھوڑا سا پانی تین سو کو کافی رہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی میں اپنا دستِ کرم رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور اس پانی میں سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم اس وقت کتنے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ تین سو (۳۰۰) تھے۔(صحیحین)

ہم لاکھ بھی ہوتے تو کافی تھا مگر ہم پندرہ سو تھے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے لوگ شدت پیاس سے بہت پریشان تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس پانی نہیں جو پئیں اور وضو کریں سوائے اس پانی کے جو ایک لوٹے کی مقدار برتن میں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا دستِ کرم رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کتنے لوگوں نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی تھا مگر ہم اس وقت پندرہ سو

(۱۵۰۰) تھے۔ (بخاری شریف)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو باعث خیر و باعث سمجھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ پانی ختم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی ختم ہو گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی تلاش کرو خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر خدمت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی میں اپنا دستِ کرم رکھ کر فرمایا کہ آؤ وضو کرو، پیو، یہ برکت والا پانی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے طیب و طاہر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پس بلا شک وشبہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہیں اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ (بخاری شریف)

گنجے پن کو دور فرمادیا

ابن زید عدی گنجے تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گنجے پن کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دستِ کرم پھیرا تو ان کے سر پر کثرت سے بال اُگ آئے اسی وجہ سے ان کا نام ہلب ہو گیا۔ (شفا شریف، طبقات ابن سعد)

دستِ شفقت سے گنجا پن ختم سارے بال برابر ہو گئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدم اقدس میں ایک بچہ لایا گیا جو گنجا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کے سر پر دستِ کرم پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا اور سارے سر کے بال برابر ہو گئے۔ (شفا شریف)

تھوڑا سا کھانہ تین ہزار نے کھایا مگر کھانا جوں کا توں رہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے میرے ہاتھ خیس (ایک مخصوص قسم کا کھانا) سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور مجھے فرمایا کہ اے انس (رضی اللہ عنہ) اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جاؤ اور جا کر عرض کرنا کرنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میری ماں نے بھیجا ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرتی ہیں اور کھانا تھوڑا ہونے پر معذرت کرتی ہیں۔ جب کھانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوا تو فرمایا کہ کھانا رکھ دو اور جاؤ فلاں، فلاں آدمی کی جماعت کو بلا لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک آدمی کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ راستہ میں جو بھی ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ لہذا میں نے ہر اس شخص کو جس کا نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا اور راستے میں ملنے والے ہر آدمی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام دیا۔ جب واپس گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین ہزار تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ کرم اس کھانے پر رکھا اور کچھ کلام پڑھا اس کے بعد دس (۱۰) آدمیوں کو بلایا اور فرمایا کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر کھائیے اور ہر آدمی اپنے سامنے سے کھائے پس انہوں نے سیر ہو کر کھایا اس کے بعد گروہ در گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آتے گئے اور کھاتے گئے حتیٰ کہ سب نے کھانا کھالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس (رضی اللہ عنہ) اسے اٹھالو۔ میں نے اٹھالیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ جس مقدار میں میں نے کھانا رکھا تھے اب اتنا ہی ہے یا اس سے کچھ زیادہ ہے۔

خیس ایک کھانا ہے جو کھجور اور ستو ملا کر بناتے ہیں اور کبھی ستو کی جگہ سویق بھی ڈال دیتے ہیں (صحیحین، مدارج النبوۃ)

دستگیری کا انوکھا واقعہ

جب ظہار کے کفارہ کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا کہ تم ظہار کے کفارہ کے لئے ایک غلام آزاد کرو پھر تم اپنی زوجہ خولہ رضی اللہ عنہا سے صحبت کر سکتے ہو۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم مسلسل دو ماہ روزے رکھو اس پر بھی حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں دن میں دو یا تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلاؤ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں۔ اسی دوران ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوا اور ایک ٹوکرا کھجوروں کا بھی بطور ہدیہ ساتھ لایا۔ اس ٹوکرے میں تقریباً پندرہ (۱۵) صاع کھجوریں ہوں گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر کھجوروں کا ٹوکرا جناب اوس رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ کھجوریں لے جاؤ اور مدینے کے غریبوں میں تقسیم کردو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے علم میں مجھ سے زیادہ مدینہ منورہ میں کوئی غریب ہے ہی نہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم ارشاد فرمائیں تو یہ کھجوریں میں اپنے اہل وعیال میں تقسیم کردوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اوس (رضی اللہ عنہ) جاؤ اور یہ کھجوریں اپنے بچوں میں تقسیم کردو۔ (مدارج النبوۃ)

اپنے اہل وعیال کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف میں، میں نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس غلام ہے جسے تو آزاد کردے اس نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس غلام نہیں ہے جسے میں آزاد کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ (۶۰) مسلسل روزے رکھ سکتا ہے تو وہ عرض گزار ہوا نہیں میں مسلسل ساٹھ روزے بھی نہیں رکھتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے اس کے جواب میں بھی اس نے انکار ہی کیا کہ مجھ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانے کھلانے کی طاقت نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی دوران حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنی طرف سے کھلا دے تیرا کفارہ ادا
ہو جائے گا۔ اس پر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کے ان
سنگلاخ میدانوں کے درمیان مجھ سے زیادہ محتاج گھرانہ کسی کا نہیں ہے تو آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چل اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دے تیرا کفارہ
ادا ہو جائیگا۔ (بخاری شریف)

دھوون سے مریض شفایاب ہوتے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ایک نلی میں حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے ضرورت کے وقت وہ ان موئے
مبارک کو نکال کر غسل دیتیں اور مریضوں کو پلاتی (بخاری، مشکواۃ)
(موئے مبارک کے دھوون سے مریض صحت یاب ہو جاتے تھے)

موئے مبارک ساتھ دفن کرنیکی وصیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق سرکار دوجہاں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چھوٹی
سی چھڑی مبارک کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (بیہقی، ابن
عساکر)

موئے مبارک کی برکت سے
خالد بن ولید کو ہر میدان میں فتح

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پیشانی مبارک کے بال میرے پاس ہیں ان بابرکت بالوں کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا ہے ان بالوں کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی بھر فتح اور نصرت عطا فرمائی۔ دوسری جگہ حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ میری ٹوپی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کے بال مبارک ہیں جو مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ومحبوب ہے۔ ہر جنگ میں میں نے انہی مبارک بالوں کی وجہ سے فتح حاصل کی ہے۔

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جرات وبہادری سے لشکر کفار کی جانب بڑھے تو لشکر کفار کی جانب سے نسطورا نامی پہلوان نکلا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مدمقابل ہوا۔ دونوں میں دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے سر سے ٹوپی گر گئی اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نسطورا پہلوان کے بالکل سر پر پہنچ چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ٹوپی کی جانب توجہ فرمائی تو نسطورا موقع پر پا کر آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکار پکار کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میری ٹوپی مجھے دو میری ٹوپی مجھے دو۔ قوم بنی مخزوم سے ایک شخص دوڑ کر آیا اور حضرت خالد بن ولید کو ٹوپی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کو پہن لیا اور نسطورا کا مقابلہ کر کے اسے واصل جہنم کر دیا۔ لوگوں نے بعد از واقعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دشمن بالکل آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر آ پہنچا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ کو ٹوپی کی فکر تھی جو شائد دو چار درہم کی ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری بے قراری اور اس کی شدید طلب اس بنا پر نہیں تھی کہ مجھے ٹوپی عزیز تھی بلکہ اس بے قراری اور بے چینی کی وجہ یہ تھی کہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے میں

بے قرار اور بے چین اس لئے تھا کہ مبادا یہ کسی کافر کے ہاتھ نہ لگ جائیں اور مجھ سے ان کی برکات ضائع نہ ہو جائیں یا ان پر کسی کافر کا پاؤں نہ آ جائے جس سے میری زندگی کے اعمال اکارت و برباد ہو جائیں۔ (شفا شریف)

خالد بن ولید دشمن کے نرغے میں

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جبلہ بن ایہم کی قوم سے مقابلہ کرنے کیلئے تھوڑی سے فوج لے کر ملک شام تشریف لے گئے جب کہ ٹوپی (جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے) گھر میں بھول گئے جب مقابلہ ہوا تو اس میں رومیوں کے فوج کا اعلیٰ افسر مارا گیا۔ اس وقت جبلہ نے اپنی ساری فوج کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو۔ جب رومیوں کی فوج نے یکبارگی حملہ کیا تو اہل اسلام کی حالت نازک ہوگئی۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید سے ایک صحابی رافع بن عمر طائی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی ہے۔ جس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج میں وہ ٹوپی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کے موئے مبارک تھے گھر بھول آیا ہوں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم خالد کی مدد کو پہنچو

ادھر لشکر اسلام کی یہ حالت تھی ادھر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لشکر اسلام کی حالت سے باخبر تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی فوج کے امیر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم آرام کی نیند سو رہے ہو جب کہ حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو کفار نے گھیر رکھا ہے۔ اٹھو اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدد کو پہنچو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے

اور لشکر اسلام میں اعلان کر دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ لشکر اسلام نے فوراً تیاری کی اور اس تیز رفتاری کے ساتھ چلا گویا کہ ہوا سے باتیں کر رہا ہے۔ راستے میں انہوں نے ایک سوار دیکھا جو گھوڑا سرپٹ دوڑائے ہوئے لشکر اسلام کے آگے جا رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چند تیز رفتار گھڑ سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کے احوال معلوم کرو چنانچہ گھڑ سواروں نے اس سوار کا تعاقب کیا اور قریب پہنچ کر کہا کہ اے مرد سوار ذرا ٹھہر۔ یہ سنتے ہی اس نے گھوڑا روکا اور ٹھہر گیا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں جو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئیں تو انہوں نے سفر کی وجہ معلوم کی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے عرض کیا کہ اے امیر جب آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ اے اہل اسلام فوراً تیار ہو جاؤ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کفار نے گھیر رکھا ہے تو میں نے سوچا کہ جناب خالد رضی اللہ عنہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے کیوں کہ ان (رضی اللہ عنہ) کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ مگر جونہی میری نظر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی پر پڑی جس میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے مجھے نہایت افسوس ہوا تو میں سمجھ گئی کہ کہ دشمن میں گھر جانے کی یہی وجہ ہے۔ میں اسی وقت تیار ہوئی اور جلدی سے چل پڑی اس ارادہ کے ساتھ کہ کسی نہ کسی طرح یہ ٹوپی آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی جائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ بھی لشکر اسلام کے ساتھ شریک ہو گئیں۔

موئے مبارک والی ٹوپی پہنتے ہی خالد پھر فاتح ہو گئے

حضرت رافع بن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے

ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ ہماری حالت یہ تھی کہ ہم زندگیوں سے مایوس ہو کر لڑ رہے تھے۔ اچانک اللہ اکبر کی آواز آئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی ہے جونہی رومیوں کے لشکر پر نگاہ پڑی تو چند گھڑ سوار رومیوں کے لشکر کا پیچھا کیے ہوئے ہیں اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر گھڑ سواروں کے قریب پہنچے تو پوچھا کہ اے مرد سوار تو کون ہے؟ تو جواب آیا کہ ام تمیم تمہاری بیوی ہوں اور تمہاری بابرکت ٹوپی لائی ہوں جس کی برکت سے اللہ تعالی آپ رضی اللہ عنہ کو فتح عطا فرماتا ہے۔ تمہیں یہ مصیبت اسی وجہ سے آئی ہے کہ تم اس کو گھر بھول آئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے وہ ٹوپی لی اور اس کو پہن لیا۔ روای قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کہ اللہ تبارک وتعالی کی قسم جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے موئے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم والی ٹوپی پہن کر حملہ کیا تو رومیوں کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور اہل اسلام کو اللہ تعالی نے فتح عطا فرمائی۔

(تاریخ واقدی)

عطائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا یہاں کہ زندگی کی امید نہ رہی اس وقت ایک اونگھ آئی اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری تیمارداری کو تشریف لا رہے ہیں اور شائد اس طرف سے آرہے ہیں جس طرف تیرے پاؤں ہیں تم چارپائی کو ایسے طریقے پر بچھاؤ کہ اس طرف تیرے پاؤں نہ ہوں حضرت صاحب فرماتے ہیں

کہ میں بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہ تھی حاضرین کو اشارہ سے چارپائی کو اس طرف سے پھیرنے کا کہا (پھر اونگھ آ گئی) اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا تیرا کیا حال ہے؟ اس مبارک کلام کی مٹھاس ایسے مجھ پر غالب ہوئی ایک عجیب وجد اور اضطراب طاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس طرح اپنے آغوش میں لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیض مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گئی اور آہستہ آہستہ اس وجد سے تسکین پائی اور اس وقت میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ مدتوں سے یہ حسرت رکھتا ہوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ملیں۔ کتنا ہی کرم ہو کہ کوئی چیز اس قبیل سے عطا ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس خیال سے مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ مقدر اگر یاوری کرے کہ یہ بال مبارک عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس خیال پر بھی مطلع ہوئے اور فرمایا کہ یہ دونوں بال مبارک عالم بیداری میں بھی باقی رہیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل صحت اور لمبی عمر ہونے کی بشارت دی اس وقت میں بیدار ہو گیا اور چراغ منگوایا مگر ان بالوں کو اپنے ہاتھوں نہ پا کر غمناک ہوا اور اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور ایک عجیب کیفیت واقع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے دانا بیٹے جان لو کہ میں نے احتیاط سے ان بالوں کو تکیہ کے نیچے رکھا ہے وہاں سے تم لے لو فرماتے ہیں کہ میں پھر بیدار ہوا وہاں سے بالوں کو حاصل کر لیا اور ادب تعظیم سے ایک جگہ محفوظ کر دیئے۔

خصوصیات موئے مبارک

ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے

اس کے بعد فرمایا کہ ان دونوں بالوں کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اول تو آپس میں ملے رہتے ہیں جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ ہو جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

موئے مبارک پر بادلوں کا سایہ

دوم یہ کہ ایک مرتبہ منکروں نے امتحان لینا چاہا فرماتے ہیں کہ میں راضی نہ ہوا کہ مبادا وہ اس کی بے ادبی نہ کریں لیکن جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو راضی ہو گیا۔ وہ ان دونوں مبارک بالوں کو دھوپ میں لے گئے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس بادل کے ٹکڑے نے ان دونوں بابرکت بالوں پر سایہ کر دیا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور ابر کا موسم نہیں تھا ایک نے اس معجزہ کو دیکھ کر توبہ کر لی دوسرے نے کہا کہ یہ اتفاق ہے دوبارہ بالوں کو نکالا گیا پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور دوسرے نے بھی توبہ کر لی تیسرے نے بھی ان کی اتباع کی اور توبہ کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔

موئے مبارک کا تالا نہ کھلا

پھر ایک مرتبہ بہت سے لوگ بغرض زیارت حاضر ہوئے میں تالا کھولنے لگا تا کہ لوگ زیارت کر لیں۔ مگر تالا نہ کھلا بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ میں اپنے دل کی جانب متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ان میں ایک آدمی جنبی ہے جس کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا میں نے اس کی عیب پوشی کرتے ہوئے سب کو حکم دیا کہ غسل کر کے آئیں جونہی وہ جنبی آدمی باہر گیا تالا باآسانی کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔ حضرت

والا نے فرمایا کہ آخری عمر میں تبرکات کی تقسیم فرمائی تو ان دونوں بابرکت بالوں میں اسے ایک کاتب حروف (شاہ ولی اللہ) کو بھی عطا ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (انفاس العارفین)

قبر مرجع خواص وعوام ہوگئی

بلخ کا رہنے والا ایک تاجر جو بہت مالدار اور دولت مند تھا دیگر مال و دولت کے علاوہ اس کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بابرکت بال مبارک بھی تھے۔ اس کی اولاد میں اس کے دو لڑکے تھے۔

جب اس تاجر کا انتقال ہوا تو اس کے کل مال و دولت اس کے دو لڑکوں میں تقسیم کیا گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا بڑے لڑکے نے کہا کہ تیسرے بال مبارک کے بھی دو ٹکڑے کر کے اس کو بھی برابر میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اس پر اس تاجر کے چھوٹے لڑکے نے کہا کہ مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کے ٹکڑے کیے جائیں۔ بڑے لڑکے نے کہا کہ اگر تجھے یہ بال مبارک اتنے ہی پیارے ہیں تو یہ تینوں بال مبارک تو لے لے اور سارا مال و متاع جو تیرے حصے میں آیا ہے مجھے دے دے۔ اس چھوٹے لڑکے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تینوں بال مبارک لے لئے اور سارا مال و متاع اس بڑے بھائی کو دے دیا۔

اب اس چھوٹے کا یہ محبوب مشغلہ ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کہ روز بروز بڑے کا مال کم ہوتا گیا اور چھوٹے کے مال واسباب میں بوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کے برکت ہوتی گئی۔ کچھ عرصہ بعد

چھوٹا مر گیا تو اس زمانے کے ایک بزرگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو کہہ دو کہ جس کو کوئی بھی حاجت اللہ تبارک وتعالی سے ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور مقصد کے حصول کے لئے دعا کرے اللہ تعالی اس کا مقصد پورا کرے گا۔

اس کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی لوگ وہاں جانے لگے اور دل کی مرادیں پانے لگے اس مزار شریف کی اتنی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے۔ بوجہ انتہائی ادب واحترام پیدل چلتے۔ (از۔ مولوی سید حسن مدرس مدرسہ دیوبند)

یہ مجھ سے مذاق کیا گیا ہے؟

ایک شخص استسقاء کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس شخص نے کسی آدمی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا مرض سے شفاء کی خاطر۔ جب اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس شخص کی بیماری کے متعلق عرض کیا تو اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی مٹھی بھری اور اس مٹی میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور وہ لعاب دہن والی مٹی اس آئے ہوئے شخص کو دے دی اس شخص نے لعاب دہن والی مٹی پکڑ لی اور دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے مذاق کیا گیا ہے؟ پس وہ آدمی وہ لعاب دہن والی خاک شفاء مریض کے پاس لایا اس وقت مریض موت اور زندگی کی کشمکش میں تھا جب وہ لعاب دہن والی خاکِ شفا اس مریض کو چٹائی یا پلائی گئی تو اس مریض کو اس خاک شفاء سے مکمل شفاء حاصل ہوگئی۔ (مدارج النبوۃ)

خاکِ شفاء

ابن ملاعب رضی اللہ عنہ کو استسقاء کی بیماری تھی وہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیماری کے متعلق عرض کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس مٹی میں لعاب دہن ڈال کر مٹی ابن ملاعب رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت ابن ملاعب رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ مجھ سے مذاق کیا گیا ہے۔ جب وہ مٹی پانی میں گھول کر پی گئی تو اس مٹی سے انہیں مکمل شفا مل گئی۔ (کتاب الشفاء)

عطائے بے بہا ہے جاری درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شدید بھوک لگی اور اس ارادہ سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آ گئے کہ جو صاحب آئے گا اس سے مسئلہ دریافت کرتا کرتا اس کے دروازہ تک جا پہنچوں گا یوں وہ مجھے کھانا کھلائے گا۔ اسی اثنا میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی ارادہ سے مسئلہ دریافت کیا مسئلہ پر بات چیت کرتے کرتے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر تشریف لائے تو جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کے ساتھ اسی ارادہ سے مسئلہ پوچھتے پوچھتے ان کے دروازہ تک پہنچے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت لی اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اب واپس مسجد نبوی کے دروازے پر تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو ہریرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ

ہو لئے جب درِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گھر والوں سے دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے تو جواب میں عرض کیا گیا کہ ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کا ایک پیالہ ہے اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جاؤ اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بلانے تو چل پڑا مگر دل میں خیال کیا کہ کاش صرف مجھے ہی پینے کا حکم دیا جاتا تو یہ بہت اچھا ہوتا اہل صفہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھے کیا ملے گا۔ بہر حال جب میں اہل صفہ رضی اللہ عنہم کو بلا لایا تو پھر خیال گزرا کہ کاش سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مجھے حکم صادر فرمائیں تاکہ میں سیر ہو کر پی لوں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دودھ کا پیالہ لو اور اہل صفہ (رضی اللہ عنہم) کو پلاؤ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پیالہ لیا اور باری باری سب کو پلایا سب نے سیر ہو کر پیا میرے علاوہ کوئی اور نہ بچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود پی لو چنانچہ میں نے پیالہ لیا اور وہ جوں کا توں بھرا ہوا تھا میں نے خوب سیر ہو کر پیا فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور پی لو چنانچہ میں نے اور پی لیا پھر فرمایا کہ کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور پی لو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خوب سیر ہو کر پی لیا ہے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پیا اور فرمایا کہ (ساقی القوم آخرھم) قوم کو سیراب کرنے والا آخر میں نوش کرتا ہے (مدارج النبوۃ)

احد ٹھہر جا تجھ ایک نبی، صدیق اور دو شہید ہیں

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لیکر احد پہاڑ پر تشریف لے گئے جونہی احد پہاڑ پر پہنچے تو احد پہاڑ کانپنے لگا (محبت سے جھومنے لگا اور اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ پر پاؤں مبارک مار کر فرمایا کہ احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف)

پہاڑ کا حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیکر کوہ ثبیر (ثبیر پہاڑ) پر تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے احباب پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا۔ پہاڑ لرزنے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ پر پاؤں مبارک مار کر فرمایا کہ ٹھہر جا پس پہاڑ ٹھہر گیا۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

پہاڑ رعب ودبدبہ سے کانپنے لگے

ان روایت سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہر دو پہاڑوں پر تشریف لے گئے تو پہاڑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت سے لرزنے اور کانپنے لگا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو حکم دیا کہ ٹھہر پہاڑ تعمیلِ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھہر گیا۔ پہلی روایت میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی علیہ الصلاۃ والسلام، ایک صدیق اور دو شہید رضی اللہ عنہم ہیں گویا کہ واضح فرمایا کہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طبعی موت اس دنیا فانی سے رحلت فرمائیں گے جب کہ حضرت عمر فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما دونوں شہید ہوں گے اور ایسے ہی ہوا جیسے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

پہاڑ عشق ومستی میں جھومنے لگے

اگر ان دونوں روایتوں کو اہل محبت وعشق کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جونہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ پر قدم مبارک رکھا تو پہاڑ اپنے مقدر پر فخر کرنے لگا اور محبت وپیار سے جھومنے لگا جب پہاڑ اپنے محبت کا اظہار شدت سے کرنے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت وپیار بھرے انداز میں ٹھوکر مار کر فرمایا کہ ٹھہر جا تو پہاڑ حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر فوراً ٹھہر گیا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں زمین مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقام ذی المجاز میں تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اس جگہ پر ہر سال منڈی لگتی ہے۔ جناب ابو طالب کو شدید پیاس لگی تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے بھتیجے میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین نے سے پانی نکلنے لگا تو فرمایا کہ اے چچا پانی پی لو۔ (شفا شریف، زرقانی)

پانی پینے کے بعد پاؤں سے چشمے کو بند فرما دیا

جناب ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے سیر ہو کر پانی پیا جب میں نے پانی پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ جہاں سے پانی نکلا تھا پاؤں مبارک رکھ کر دبا دیا تو پانی بند ہو گیا۔ (ابن عساکر)

زمین حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے

زمین کو حکم دیا کہ پانی کو باہر پھینک دے یا پانی کو حکم دیا کہ زمین سے باہر آ جا ہر دو نے حکم کی تعمیل کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا نے پیاس بجھائی۔ جونہی جناب ابو طالب کی طلب ختم ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ پر پاؤں مبارک دبا کر گویا زمین کو حکم دیا کہ پانی کو جذب کر لے یا پانی کو حکم دیا کہ واپس اپنی جگہ پر چلا جا ہر دو نے حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا۔

سست رفتار اونٹنی تیز رفتار ہو گئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ اونٹنی بہت سست اور کم رفتار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹنی کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر ماری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ پھر کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔ (مسلم شریف)

سست رفتار گھوڑا تیز رفتار ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا سست رفتار اور کم رو تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے

اس کے بعد وہ ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ اس کے ساتھ کوئی نہ چل سکتا تھا۔ (بخاری، مسلم ،مشکاۃ)

گدھے کو چست و چالاک اور تیز رو فرما دیا

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بہت ہی سست رفتار گدھے پر سوار ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو واپس کیا تو وہ ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی دوسرا گدھا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔ (شفا شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کو طاقتور بنا دیتے ہیں

جس جانور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی اگرچہ وہ کمزور ولاغر ہی کیوں نہ ہوا وہ ہمیشہ تندرست وتوانا ہو گیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی بھی سست روی میں اپنی مثال آپ تھی مگر جوں ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بنی تو نہ وہ سستی رہی نہ وہ کمزوری رہی بلکہ ہمیشہ کے تندرست وتوانا ہو گئی۔

پاؤں کی ٹھوکر سے بیمار صحت مند ہو گیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیمار ہو گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اے اللہ انہیں شفا دے اور انہیں صحت عطا فرما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر ماری تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وقت صحیح ہو گئے اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی بیمار نہیں ہوئے۔ (بیہقی، شفا شریف)

قدمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسے

حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ حاضر خدمت ہوئے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دیا (مشکوٰۃ)

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پاؤں چومے۔ (الادب المفرد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے رحمتوں کی برسات

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک سال شدید قحط میں مبتلا ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ شریف کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض گزاری یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قحط سے براحال ہو گیا ہے پانی کہیں میسر نہیں ہے مال تباہ ہو گئے ہیں بچے فاقوں سے مر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میرے جان ہے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے بادلوں کے ٹکڑے اٹدے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے ابھی اترے بھی نہ تھے بارش کے پانی کے قطرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی

مبارک سے ٹپک رہے تھے اس دن ، دوسرے دن ، تیسرے دن حتی کہ اگلا جمعہ شریف آ گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ شریف کا خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے تو وہی دیہاتی یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض گزاری یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکانات گر گئے ہیں مال مویشی ڈوب گئے ہیں اللہ تعالی سے ہمارے حق میں دعا کیجئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا اور جس طرف اشارہ کرتے جاتے اس طرف سے بادل چھٹتے جاتے اور مدینہ منورہ گویا ایک دائرہ سا بن گیا۔ قناۃ کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا جو کوئی کسی علاقے سے آتا وہ بارش کا حال بیان کرتا ۔(بخاری شریف، کتاب الشفاء)

وسیلہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے رزق میں اضافہ

حضرت عروہ بن الجعد رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فراخی رزق کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔

حضرت عروہ بن الجعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بازار جاتا ہوں اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹتا جب تک چالیس ، چالیس ہزار منافع حاصل نہ کرلوں۔

دعائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے مٹی بھی فائدہ دیتی

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی منافع حاصل کرتے ۔(شفا)

دعائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئی تھی۔

ہر روز بیٹے سے کہتیں کہ اسلام چھوڑ دو بیٹا ہر روز کہتا کہ اماں جان اسلام قبول کر لو یہی سلسلہ چلتا رہا ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو والدہ نے کہا کہ اگر تم اسلام کو نہیں چھوڑو گے تو میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور نہ ہی صاف ستھرا لباس پہنوں گی بلکہ یوں ہی دھوپ پر بیٹھی بیٹھی مر جاؤں گی یوں تیری ناک کٹ جائے گی اور تو معاشرے میں ذلیل وخوار ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سمجھایا مگر ماں نے ایک ہی جواب دیا کہ میرا فیصلہ اٹل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ماں کے سخت جواب سے کافی پریشان ہوئے اسی پریشان کے عالم میں کہا کہ اے ماں اگر تو کفر پر بضد ہے تو سن لے میں بھی کبھی اسلام سے روگردانی نہیں کروں گا خواہ تو زندہ رہے یا نہ رہے۔

میری والدہ کے ایمان کی دعا فرمائیں

بعد ازاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ جو ابھی تک اسلام نہیں لائی اس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے دعا فرمائیں تاکہ وہ ایمان لے آئیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے دعا فرمائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سبقت لے گئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو میں جلدی جلدی گھر کی طرف دوڑا تا کہ دیکھوں کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا پہنچتی ہے یا میں پہنچتا ہوں ۔ میں گھر کے دروازہ تک پہنچا تو دروازہ اندر سے بند تھا اور کسی کے غسل کرنے کی آواز آ رہی تھی میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے میری والدہ نے کہا کہ ٹھہرو میں غسل کرلوں میں ٹھہر گیا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا تو میری ماں نے کہا تجھے مبارک ہو میں نے بھی اسلام قبول کر کے ابدی سعادت حاصل کرلی ہے۔

دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات فوری ظاہر ہوتے ہیں

حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس لئے دعا فرماتے تو اس دعا کے اثرات فوری ظاہر ہوتے اور اس سے میری والدہ بھی فائدہ حاصل کرتی تھیں۔

عطائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حد نہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مالک نے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ تین سو درخت کھجوروں کے لگائے اور وہ درخت پھل دینے لگیں اور وہ پھل کھانے کے قابل ہو جائیں علاوہ ازیں چالیس اوقیہ سونا ادا کریں تو وہ آزاد ہیں۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ایک پودے کے علاوہ دو سو ننانوے (۲۹۹) پودے اپنے دستِ اقدس سے لگائے اور ایک پودا حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے خود لگایا چنانچہ اس ایک پودے کے علاوہ باقی سارے پودے جڑ پکڑ گئے ایک سال کے اندر اندر پھل بھی لے آئے بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے وہ ایک پودا بھی اکھاڑ کر دوبارہ لگا دیا اور وہ بھی دوسرے پودوں کے ساتھ پھل لے آیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سونے کا ایک ڈھیلا مرحمت فرمایا جو مرغی کے انڈے کے برابر تھا اس پر زبان اقدس سے لعاب دہن لگا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ ادائیگی کرو چنانچہ حضرت سلمان فارسی نے چالیس (۴۰) اوقیہ سونا ادا کر دیا اور اتنا ہی باقی بچا جتنا لے گئے تھے۔ (کتاب الشفاء)

جابر کا قرض ادا ہو گیا کھجوریں جوں کی توں رہیں

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا انتقال اس حال میں ہوا کہ ان کے ذمہ کافی قرض واجب الادا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان کے والد کے انتقال کے بعد قرض خواہوں نے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر دیا اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کوئی عذر ماننے کو تیار نہ تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے باغ میں اس قدر کھجوریں نہ تھیں جس سے وہ قرض ادا کرتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخوبی آگاہ ہیں کہ میرے والد ماجد غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے اور وہ بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں کھجوریں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے عرض کرنے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب قرض خواہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو میرے پیچھے ہو لئے اور سختی سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کو ملاحظہ فرمایا اور سب سے بڑی ڈھیری کے گرد چکر لگایا اور

اس ڈھیری پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ میں نے قرض خواہوں کو بلایا جب وہ آ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بڑے ڈھیر سے تول تول کر دینا شروع فرما دیا یہاں تک کہ میرے والد کا قرض ادا ہو گیا مجھے خوشی تھی کہ میرے والد کا قرض ادا ہو جائے خواہ میری بہنوں کے لئے کچھ نہ بچے (جو نو تھیں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرض کی ادائیگی کے بعد سب ڈھیر بچ گئے بلکہ جس ڈھیری سے قرض ادا کیا گیا وہ بھی اسی طرح موجود تھی گویا اس سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ قرض خواہ یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے۔ (بخاری شریف، مدارج النبوۃ)

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر روشن ہو گیا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو گمشدہ سوئی مل گئی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ سحری کے وقت کچھ سلائی کر رہی تھیں کہ سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوئی مل گئی اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھ سکے گا: عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون بدنصیب ہو گا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بخیل ہو گا عرض کیا گیا کہ بخیل کون ہو گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جس کے سامنے میرا نام

مبارک لیا جائیگا اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے گا۔ (القول البدیع)

مشکل جو سر پہ آن پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پہ لاکھوں درود و سلام

حضرت شیخ شبلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا تھا میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب میں کہا کہ حضرت! آپ رضی اللہ عنہ کیا پوچھتے ہیں؟ بڑے بڑے خوف ناک منظر میرے سامنے آئے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات کا وقت مجھ پر بہت ہی خطرناک اور مشکل آیا یہاں تک کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرا خاتمہ بالا یمان ہوا ہے یا نہیں۔

میں اسی سوچ میں تھا کہ اچانک مجھے کہا گیا کہ دنیا میں تیری زبان بیکار رہی اس وجہ سے تجھ پر مصیبت آئی ہے۔ پھر جب عذاب کے فرشتوں نے مجھے مارنے کا قصد کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اور ان فرشتوں کے درمیان ایک نورانی انسان آ گیا جو کہ نہایت حسین وجمیل تھا اور اس کے جسم پاک سے خوشبو آ رہی تھی۔

منکر نکیر کے سوالوں کے جواب مجھے پڑھاتا گیا اور میں فرشتوں کے سوالوں کے جوابات دیتا گیا۔ میں نے اس نورانی انسان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں تیرا وہ درود شریف ہوں جو تو نے دنیا میں اپنے محبوب اللہ تعالی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا تھا۔ اب تو فکر نہ کر میں تیرے ساتھ ہوں گا قبر میں بھی حشر میں بھی۔ پل صراط، میزان حتی کہ ہر مشکل مقام پر تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرے ہر مشکل کو حل کرتا رہوں گا اور تیرا مددگار رہوں گا۔

جب بھی مدد کیلئے پکارا یا رسول اللہ
مدد کو پہنچے مشکل کشا، شہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المومنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک مالدار آدمی تھا جس کا کردار اچھا نہیں تھا لیکن اسے درود پاک پڑھنے کا بڑا شوق تھا وہ ہر وقت درود شریف پڑھتا رہتا کبھی بھی درود شریف سے غافل نہ ہوتا۔ جب اس کا جان کنی کا وقت آیا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور بہت تنگی میں مبتلا ہو گیا۔

یہاں تک کہ اسے جو دیکھتا وہ ڈر جاتا اس نے جان کنی کی حالت میں پکارا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں" ابھی ندا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آسمان سے اترا اور اس نے اپنا پر اس کثرت سے درود شریف پڑھنے والے آدمی پر پھیرا جس سے اس کا چہرہ فورا چمک اٹھا اور کستوری جیسی خوشبو سے پورا علاقہ معطر ہو گیا اور وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر جب اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر کی طرف لے جایا گیا جب اسے قبر میں رکھا تو ہاتف سے آواز آئی کہ ہم نے اس کی قبر رکھنے سے پہلے ہی کفایت کی ہے اور اس درود شریف کی برکت سے جو یہ ہمارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا کرتا تھا اسے قبر سے اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا۔

یہ سن کر لوگوں نے تعجب کیا پھر جب رات ہوئی تو کسی نے دیکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان چل رہا ہے اور پڑھ رہا ہے" ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما "(القرآن)
(درالناصحین)

درود پاک کی برکت سے کروبین کی معافی

شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جو نظارے فرمائے اور جو عجائبات دیکھے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ ایک فرشتہ دیکھا اس کے پر جلے ہوئے تھے۔

یہ دیکھ کر جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبریل! اس فرشتے کو کیا ہوا ہے؟ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایک شہر تباہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے وہاں پہنچ کر ایک شیر خوار بچے کو دیکھا تو اسے اس بچے پر رحم آ گیا اور یہ بغیر شہر تباہ کئے اسی طرح واپس آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی ہے۔

یہ سن کر حاجت روا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جبریل امین علیہ السلام! کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے" وانی لغفار لمن تاب" جو توبہ کرے میں اسے بخش دیتا ہوں۔

یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا" اے الہ العالمین اس پر رحم فرما اور اس کی توبہ قبول فرما" اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس کی توبہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر دس مرتبہ درود شریف پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ تو اس نے دس مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو پر عطا فرمائے اور وہ اوپر اڑ گیا ملائکہ میں ایک شور برپا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے درود پاک کی برکت سے کروبین کو معاف فرما دیا

ہے۔ (رونق المجالس)

درود پاک نے مالا مال کردیا

چند کافر ایک جگہ مجلس جمائے بیٹھے کہ سائل آیا اور اس نے سوال کیا انہوں نے ازراہ تمسخر کہہ دیا کہ تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! وہ تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے۔ سائل جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو عرض کیا کہ اے علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اللہ تعالیٰ کے نام پر مجھ تنگدست کی مدد کیجیے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بظاہر کوئی چیز نہ تھی لیکن فراست سے پہنچان گئے کہ کافروں کے مذاق کے لئے بھیجا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے دس بار درود شریف پڑھ کر سائل کی ہتھیلی پر پھوک مار کر فرمایا کہ ہتھیلی بند کرلو اور وہاں جا کر کھولنا جب سائل کافروں کے پاس آیا تو انہوں نے کہا پوچھا کہ تجھے کیا ملا ہے تو اس نے مٹھی کھولی تو اللہ تعالیٰ کی طرف درود پاک کی برکت کی وجہ سے سونے کے دیناروں سے اس کی ہتھیلی بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر سب کافر مسلمان ہو گئے۔ (راحت القلوب)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

ایک آدمی نے اپنے دوست سے تین ہزار (۳۰۰۰) دینار قرض لیا اور واپسی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ اس قرض لینے والے کو کاروبار میں خسارا ہوا کہ وہ بالکل کنگال ہو گیا۔ قرض خواہ نے مقررہ تاریخ پر آ کر قرض کا مطالبہ کیا اس مقروض نے معذرت چاہی کہ بھائی میں مجبور ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے قرض خواہ نے قاضی کی عدالت میں دعوی دائر کر دیا۔ قاضی

صاحب نے مقروض کو طلب کیا پوچھا کہ تم نے اس سے قرض لیا جواب دیا ہاں لیا پوچھا کہ مدت مقرر کی گئی جی ہاں مدت مقرر کی گئی پھر تم نے قرض واپس نہیں کیا جی میں قرض واپس نہیں کر سکا اس پر قاضی نے کہا کہ قرض واپس کرو نہیں تو تجھے جیل جانا پڑے گا تو اس آدمی نے منت ساجت کر کے قاضی صاحب سے ایک ماہ کی مہلت لی اور کہا کہ ایک ماہ بعد اس کا قرض واپس کر دوں گا۔ قاضی صاحب نے ایک ماہ کی مہلت دے دی۔

جب وہ قاضی کی عدالت سے باہر نکلا تو سوچا کہ اتنی بڑی رقم کیسے کروں گا۔ معاً خیال آیا بے کسوں کے وارث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس بندے پر کوئی مصیبت اور مشکل آ جائے اور وہ پریشانیوں میں گھر جائے تو وہ کثرت سے درود شریف پڑھے کیوں کہ درود شریف مصیبتوں اور مشکلوں کو دور کر دیتا ہے اور پریشانیوں سے نجات کا سبب ہے کثرت درود شریف سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

الغرض! اس نے عجز وانکسار محبت و پیار سے اپنے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اب صبح سے لیکر شام تک اور شام سے لیکر صبح تک اس کا بس یہی وظیفہ کہ فرائض سے فارغ ہو کر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا۔ یوں ایک ایک کر کے دن گزرتے گئے جب ستائیس دن گزر گئے تو رات کو کسی نے خواب میں منادی دی کہ اے بندے! تو پریشان نہ ہو اللہ تعالی کارساز حقیقی ہے وہ تیرے قرض کی ادائیگی کا بندوبست فرما دے گا تو وزیر مملکت علی بن عیسی کے پاس چلا جا اور اسے کہہ دے کہ وہ تجھے قرض کی ادائیگی کے لیے تین ہزار (۳۰۰۰) دینار دے تاکہ تو قرض ادا کر سکے۔ صبح بیدار ہوا تو خوشی کی انتہا نہ رہی مگر تھوڑی ہی

دیر کے بعد خوشی ختم ہوگئی کیوں کہ خیال آیا کہ اگر وزیر نے کوئی نشانی پوچھی تو کیا جواب دوں گا۔ پھر اپنے کام میں مشغول ہوگا یوں اگلی رات آئی تو قسمت کا ستارا چمکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت نصیب فرمائی اور فرمایا کہ تم وزیر مملکت علی بن عیسی کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ وہ تیرے قرض کی ادائیگی کا بندوبست کرے۔ صبح بیدار ہوا تو خوشی کی انتہا نہ رہی علی بن عیسی کے ہاں جانے لگا راستے میں پھر وہی خیال آیا کہ اگر علی بن عیسی نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا نشانی ہے پھر واپس پلٹا اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ گویا وعدہ کے پورے کرنے میں آخری دن باقی ہے۔ دن گزر رات ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کرم فرمایا اور زیارت نصیب فرمائی اور فرمایا کہ تجھے نہیں کہا تھا کہ علی بن عیسی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ تجھے تین ہزار دینار دے تاکہ تم قرض ادا کرسکو۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس نے کوئی دلیل مانگی تو میرے پاس کیا دلیل ہے تو فرمایا کہ اگر وزیر تجھ سے کوئی نشانی یا علامت کا سوال کرے تو کہہ دینا کہ اس بات کی صداقت کی یہ دلیل ہے کہ تو نماز فجر کے بعد کسی سے کلام کرنے سے پہلے تو پانچ ہزار درود شریف کا تحفہ اپنے آقا ومولا کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہے جسے تیرے سوا، بغیر اللہ تعالی اور کراما کاتبین کے کوئی نہیں جانتا۔

یہ فرما کر سید دوعالم تشریف لے گئے جب وہ بیدار ہوا تو نماز فجر ادا کی اور مسجد سے باہر آیا ادھر مہینہ پورا ہوگیا تھا لہذا وہ شخص سیدھا وزیر مملکت علی بن عیسی کی رہائش گاہ کی طرف چل دیا رہائش گاہ پر پہنچا تو وزیر صاحب سے سارا واقعہ عرض کیا وزیر صاحب نے دلیل طلب کی تو اس نے کہا کہ اللہ تعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہے کہ تم ہر روز فجر کی نماز کے بعد بغیر کسی سے کلام کئے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف کا تحفہ ہمیں بھیجتا ہے۔

وزیر صاحب نے جونہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنا تو خوشی اور مسرت سے اس کا چہرہ چمک اٹھا اور اندر گیا تو نو (۹) ہزار دینار کی لیکر آیا اور تین ہزار دینا گن کر میری جھولی میں ڈال دیے اور فرمایا کہ یہ تین ہزار دینا تیرے قرض کی ادائیگی کے لئے، پھر تین ہزار دینا گن کر کہا کہ یہ تین ہزار دینار تیرے بچوں کے خرچ کے لئے اور پھر تین ہزار دینا دیئے اور فرمایا کہ یہ تین ہزار دینار تیرے کاروبار کیلئے۔ اور جب رخصت کرنے لگا تو کہا کہ تو میرا دینی اور دنیوی بھائی ہے خدا کے لئے یہ تعلق نہ توڑنا اور جب کبھی کوئی مسئلہ ہو تو بلا روک ٹوک آجانا میں آپ کے کام دل وجان سے کیا کروں گا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں سیدھا قاضی کی عدالت میں گیا اور جب فریقین کا بلاوا ہوا تو میں قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا، قرض خواہ بھی موجود تھا۔

میں نے تین ہزار دینار گن کر قاضی کے سامنے رکھ دیئے اب قاضی صاحب نے سوال کیا کہ اتنی دولت تو کہاں سے لایا ہے حالانکہ تیرے پاس کچھ نہیں تھا تو مفلس تھا کنگال تھا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قاضی صاحب یہ سن کر خاموشی سے اٹھے اور گھر سے تین ہزار دینار لے کر آ گئے اور فرمایا کہ یہ ساری برکتیں وزیر صاحب ہی کیوں لے جائیں میں بھی اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں تیرا یہ قرض میں ادا کرتا ہوں۔ قرض خواہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو تو وہ بولا کہ یہ ساری برکتیں تم ہی کیوں لے جاؤ میں نے اس کا قرض اللہ تعالی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر معاف کر دیا ہے اور تحریر کر دی۔ مقروض نے کہا کہ قاضی صاحب آپ کا شکریہ یہ رقم سنبھال لیجیے تو قاضی نے کہا کہ اللہ تعالی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جو رقم لایا ہوں وہ واپس لینے کو ہرگز تیار نہیں ہوں یہ آپ کے ہیں لہذا انہیں بھی لے لو۔ چنانچہ وہ شخص بارہ ہزار

دینار لے کر گھر آ گیا اور قرض بھی معاف ہو گیا یہ سب برکت درود پاک کی تھی۔ (جذب القلوب)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

ایک شخص کے ذمے پانچ سو درہم قرضہ تھا۔ مگر حالات ایسے تھے کہ وہ قرض ادا نہ ہو سکا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ صد درہم قرض ہے ادائیگی کی کوئی سبیل نہیں ہے اس نے پریشان کر رکھا ہے۔ حاجت روا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتی کی پریشان کن کہانی سنی تو فرمایا کہ تم ابوالحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے انہیں سلام کہو اور کہو کہ وہ تم کو پانچ صد درہم دے دیں وہ نیشا پور کا ایک سخی مرد ہے ہر سال دس ہزار غریبوں کو کپڑے دیتا ہے اور وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہہ دینا کہ تم ہر روز دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سو (۱۰۰) بار درود شریف کا تحفہ پیش کرتے ہو مگر کل تم نے درود شریف نہیں پڑھا۔

وہ شخص بیدار ہوا اور ابوالحسن کیسائی کے پاس پہنچ گیا اور اپنا حال بیان کیا مگر اس نے کچھ توجہ نہ دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام دیا اس نے نشانی طلب کی اور جب نشانی بیان کی تو ابوالحسن سنتے ہی تخت سے زمین پر آ گئے اور دربار الٰہی میں سجدہ شکر ادا کیا پھر کہا کہ بھائی یہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز تھا کوئی دوسرا اس راز کو نہیں جانتا واقعی کل میں درود شریف پڑھنے سے محروم رہا۔

پھر ابوالحسن کیسائی نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ پانچ سو کی بجائے دو ہزار پانچ سو درہم دو۔ پھر فرمایا کہ ایک ہزار آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے

پیغام لانے کا اور ایک ہزار تیرا یہاں تشریف لانے کا اور پانچ سو سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے اور مزید فرمایا کہ اگر آئندہ کوئی ضرورت ہو تو خود میرے پاس آنا۔ (معارج النبوۃ)

مانگے سے سوا دیتے ہیں

حضرت ابوعبداللہ سعید البوصیری رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان کے عظیم شعراء میں سے تھے دنیا داروں کے قصائد لکھتے اور انعام پاتے۔ ایک مرتبہ فالج کا شدید حملہ ہوا اور طبیبوں اور حکیموں نے مرض کو لاعلاج تصور کرتے ہوئے کہا کہ اب اس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ امام بوصیری جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں قصیدہ لکھا رات کو اسی قصیدہ کا ورد کرتے کرتے سو گئے۔ آنکھ سوگئی مگر قسمت جاگ اٹھی کیوں نہ جاگتی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی مشکل میں خلوص نیت سے پکارے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پکار کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ اس کی مشکل کشائی بھی فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستگیری فرمائی اور خواب میں دیدار نصیب فرمایا اور پوچھا بوصیری کیا حال ہے عرض یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکیموں اور طبیبوں نے مرض کو لاعلاج کہہ دیا ہے اگر ذرہ نوازی فرمائیں تو زہے نصیب۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے صحت کے ساتھ صحت اور درازیٔ عمر کی بشارت دیتے ہوئے چادر مبارک عطا فرمائی۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال کیا کہ کاش بعد نیند بھی یہ چادر موجود رہے تو زہے نصیب ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بوصیری یہ چادر تمہارے پاس رہے گی۔

امام بوصیری جب بیدار ہوئے تو بیماری ایسے غائب تھی جیسے کبھی بیمار ہوئے

ہی نہیں اور چادر مبارک بھی موجود تھی اسی چادر کی نسبت سے قصیدہ کا نام بھی قصیدہ بردہ شریف رکھا (چادر والا قصیدہ)

والدین کریمین کو زندہ کر کے ایمان کی دولت عطا فرمائی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عقبۃ الحجون کے پاس چھوڑ کر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے تھے اور غمناک اور پریشان تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے تو مسکراتے ہوئے خوش تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ماجرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں والدہ کی قبر پر گیا تو اللہ تعالی نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لے آئیں اور پھر وفات پائی۔ (خصائص)

والدین کریمین کا ایمان

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے پھر اس دار فانی سے دار بقا کی جانب تشریف لے گئے۔ (الیواقیت الجواہر۔ جواہر البحار)

جو تجھے نہ مانے وہ جنت کا حقدار نہیں

اخبار الاخیار میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی مصلحت کے تحت روانہ فرمایا جب واپس آئے تو پوچھا اے علی تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے کیسی عزت عطا فرمائی اور کیسے مجھے شرف عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے والدین کی بخشش کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مجھے اور تجھے نہ مانے وہ جنت کا حقدار نہ ہوگا پھر فرمایا کہ فلاں گھاٹی میں جاؤ اور جاکر اپنے والدین کو آواز دو وہ زندہ ہوکر آئیں گے اور انہیں دعوت اسلام دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس گھاٹی میں گیا اور والدین کو آواز دی تو دونوں زندہ ہوکر تشریف لائے اور میں نے دعوت اسلام دی دونوں ایمان لائے اور پھر اس دار فانی سے دار بقا کی جانب تشریف لے گئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے کہ میں کیسے مانوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی برحق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس کھجور کی شاخ کو بلاؤں اور وہ گواہی دے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے عرض کیا جی اگر وہ کھجور کی شاخ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آکر گواہی دے تو میں ایمان لاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کجھور کی شاخ کو بلایا وہ شاخ کھجور سے جدا ہوکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق ہیں۔ (خصائص)

ایک اعرابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس درخت کو بلائیں اور وہ آکر گواہی دے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو بلایا اور وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (غوث العباد)

درود پاک کے سبب پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو کہ بادشاہ کا ملازم اور فسق وفجور اور غفلت میں مشہور تھا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں ہاتھ دیا ہوا ہے۔ شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو بدکردار بندہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کیے ہوئے ہے۔ اور اس نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں کیسے رکھا ہوا ہے۔ تو حضور نبی کریم آقا ومولای صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس کی حالت کو جانتا ہوں اور میں اسے دربار الٰہی میں لے جا رہا ہوں اور اس کے لئے دربار الٰہی میں شفاعت کروں گا۔

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس سبب اس کو یہ مقام حاصل ہوا ہے اور کس وجہ سے اس پر سرکار دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس کے درود پاک پڑھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ روزانہ رات کو سوتے وقت سونے سے پہلے مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ غفور ورحیم ہے میری شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ فرماتے ہیں پھر میں بیدار ہوا اور جب صبح ہوئی تو میں رات والا واقعہ دوستوں کو سنا رہا تھا کہ دیکھا کہ وہی شخص رو رہا تھا۔ اور وہ سیدھا ہماری طرف آیا اور سلام کر کے میرے سامنے بیٹھ گیا اور مجھ سے کہا کہ میں آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے کہ عبدالواحد

کے ہاتھ پر جا کر توبہ کرلو پھر اس سے رات والے خواب کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ رات سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور کرم فرمایا میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں اپنے رب کریم کے دربار میں شفاعت کرتا ہوں کیوں کہ تو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اور مجھے دربار الٰہی میں لے جا کر شفاعت کر دی اور فرمایا'' پچھلے گناہ میں نے معاف کرا دیئے ہیں اور آئندہ کے لئے صبح جا کر شیخ عبدالواحد کے ہاتھ پر توبہ کر لے اور اس توبہ پر قائم رہو اور نیک اعمال کرو۔ (سعادۃ الدارین)

جو ہمیں پکارے ہم اسے نامراد نہیں چھوڑتے

شیخ ابن نعمان نے فرمایا کہ ہم حج سے واپس لوٹے تو قافلہ رواں دواں تھا کہ مجھے راستے میں حاجت پیش آئی اور میں اپنی سواری سے اترا پھر مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا اور بیدار اس وقت ہوا جب سورج غروب ہونے کو تھا میں نے بیدار ہو کر دیکھا کہ میں غیر آباد جنگل میں ہوں اور بڑا خوفناک منظر ہے میں خوف زدہ ہوا اور ایک طرف چل دیا معلوم نہیں تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں اور ادھر رات کی تاریکی چھا گئی مجھ پر اور زیادہ خوف اور وحشت طاری ہوئی پھر مصیبت پر مصیبت یہ کہ پیاس کی شدت تھی اور پانی کا نام ونشان تک نہ تھا میں ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا تھا اور موت کا منہ دیکھ رہا تھا۔

زندگی سے مایوس ہو کر رات کی تاریکی میں اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ایک آواز سنی ''ادھر آؤ'' میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا بس ان کا میرے ہاتھ کو تھامنا تھا کہ نہ کوئی تکلیف اور نہ تھکاوٹ رہی نہ پریشانی اور نہ پیاس مجھے ان سے انس سا ہو گیا پھر وہ مجھے لے کر چلے چند قدم چلے تھے کہ سامنے وہی

حاجیوں کا قافلہ جارہا تھا اور میرا قافلہ نے آگ روشن کی ہوئی تھی اور وہ قافلہ والوں کو آواز دے رہا تھا۔ اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری سواری میرے سامنے کھڑی ہے میں مارے خوشی کے پکار اٹھا اور اس بزرگ نے فرمایا کہ یہ تیری سواری ہے اور مجھے اٹھا کر سواری پر بٹھا کر چھوڑ دیا اور وہ واپس ہونے پر فرمانے لگے کہ جو ہمیں طلب کرے اور ہم سے فریاد کرے ہم اسے نامراد نہیں چھوڑتے اس وقت مجھے پتہ چلا کہ یہی تو حبیب کبریا، حاجت روا، مشکل کشا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جب سرکار دو جہاں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جارہے تھے میں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ رات کے اندھیرے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار چمک رہے تھے پھر مجھے سخت کوفت ہوئی کہ ہائے قسمت کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست بوسی بھی نہ کی؟ ہائے افسوس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں سے کیوں لپٹ نہ گیا؟ فرماتے ہیں کہ میری ساری پریشانی درود پاک کی برکت سے دور ہوگئی۔ (نزہتہ الناظرین)

اے فرشتو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام سبز حلہ پہن کر عرش الٰہی کے پاس تشریف فرما ہوں گے اور یہ دیکھتے ہوں گے کہ فرشتے میری اولاد میں سے کس کس کو جنت لے جاتے ہیں اور کس کس کو دوزخ لے جاتے ہیں۔

اچانک حضرت سیدنا آدم علیہ السلام دیکھیں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جارہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام یہ دیکھ کر پکاریں گے "اے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کو فرشتے دوزخ لے جا رہے ہیں"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر اپنا تہبند مضبوط پکڑ کر ان فرشتوں کے پیچھے دوڑوں گا اور کہوں گا کہ اے رب تعالیٰ کے فرشتو! ٹھہر جاؤ!

یہ سن کر فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے۔ ہم وہ کام کرتے ہیں جس کا ہمیں دربار الٰہی سے حکم ملتا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ریش مبارک پکڑ کر دربار الٰہی میں عرض کریں گے "اے میرے رب کریم! کیا تیرا میرے ساتھ وعدہ نہیں کہ تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہیں کروں گا"۔

تو عرش الٰہی سے حکم آئے گا کہ اے فرشتو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو! اور اس بندے کو میزان پر لے آؤ۔ فرشتے اس کو فوراً میزان پر لے آئیں گے جب اس کے نامہ اعمال کا وزن کریں گے تو نیکیاں کم اور گناہ زیادہ ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی جیب سے ایک نور کا سفید کاغذ نکالوں گا اور اس کو بسم اللہ شریف پڑھ کر نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دوں گا تو اس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری اور وزنی ہو جائے گا۔

ایک شور برپا ہوگا کہ کامیاب ہو گیا نجات پا گیا اس کی نیکیاں وزنی ہو گئیں اور اب اس کو جنت لے جاؤ! جب فرشتے اسے جنت لے جا رہے ہوں گے تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب تعالیٰ کے فرشتو! ٹھہرو اس بزرگ سے کچھ عرض کر لینے دو۔

پھر وہ عرض کرے گا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں آپ کا چہرہ مبارک کیسا نورانی ہے اور آپ کا خلق کتنا عظیم ہے اور آپ نے میرے آنسوؤں پر رحم فرمایا اور میری لغزشوں کو معاف کرایا! آپ کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوں اور یہ تیرا درود شریف تھا جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ جس کو میں نے آج کے دن کے لئے محفوظ کر رکھا تھا۔ (معارج النبوۃ)

اہل محبت کا درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں

محمد بن فاتک نے بیان کیا کہ ہم شیخ القراء ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ سے پڑھتے تھے کہ ایک دن ایک شخص آیا جس نے پھٹی پرانی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ ہمارے استاد اٹھے اور اسے اپنی جگہ پر بٹھا کر خیریت پوچھی اس آنے والے نے عرض کی آج میرے گھر بچا پیدا ہوا ہے اور گھر والے مجھ سے گھی وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ شیخ ابوبکر بن مجاہد فرماتے ہیں کہ میں پریشانی کے عالم میں رات کو سویا تو غریبوں کے والی بے سہاروں کے سہارا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور فرمایا۔ یہ کیا پریشانی ہے؟ جاؤ علی بن عیسی وزیر کے ہاں! اور اسے میرا سلام کہو اور اسے حکم دو کہ وہ اس شخص کو سو دینار دے دے اور اس کی سچائی کی علامت یہ بیان کرنا کہ تم ہر جمعہ کی رات ہزار (۱۰۰۰) بار مجھ پر درود شریف پڑھتے ہو اور گزشتہ شب جمعہ تم نے سات سو بار درود شریف پڑھا تھا کہ بادشاہ کی طرف سے آپ کو بلاوا آ گیا تھا آپ وہاں گئے اور باقی درود پاک آپ نے واپس آ کر پڑھا تھا۔

حضرت شیخ ابوبکر اٹھے اور اس شخص کو ساتھ لیا اور روزیر کے گھر پہنچ گئے۔ پہنچ کر وزیر سے فرمایا کہ وزیر صاحب یہ آپ کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قاصد ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ نشانی یہ ہے کہ آپ ہر روز ایک ہزار مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں گزشتہ شب تم نے سات سو (۷۰۰) مرتبہ پڑھا تھا کہ تمہیں بادشاہ کی طرف سے بلاوا آ گیا تو باقی

درود شریف تم نے واپس آ کر پڑھا۔ یہ سنتے ہی وزیر صاحب فوراً کھڑے ہو گئے اور بڑی تعظیم وتوقیر کی اور ان کو اپنی مسند پر بٹھایا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ دیناروں والی تھیلی لائے۔

وزیر صاحب نے ہزار دینار لا کر سامنے رکھ دیئے اور عرض کیا۔ اے شیخ آپ نے سچ فرمایا ہے یہ بھید میرے اور میرے رب کے درمیان تھا۔ پھر وزیر صاحب نے عرض کیا حضرت یہ سو دینار قبول کریں یہ اس بچے کے باپ کے لئے ہیں اور پھر سو دینار اور حاضر کئے کہ یہ یہاں آنے میں تکلیف اٹھانا پڑی یوں کرتے کرتے وزیر صاحب نے ہزار دینار حاضر کر دیئے مگر شیخ ابوبکر صاحب نے فرمایا کہ اتنے ہی لیں گے جتنے ہمیں ۔۔۔۔۔۔ شیخ ابوبکر نے فرمایا اتنے ہی لیں جتنے ہمارے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لینے کو فرمایا ہے یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار۔ (سعادۃ الدارین، رونق المجالس)

درود شریف سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا

قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہوں گی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پرچہ سرانگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور مومن کہے گا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟ اور آپ کی صورت سیرت کتنی اچھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا میں تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ (مواہب لدنیہ)

درود پاک سننے والے پر آگ اثر نہیں کرتی

ایک مرتبہ کسی سوداگر کا بحری جہاز سمندر میں جا رہا تھا اس میں ایک آدمی

درود پاک پڑھا کرتا تھا ایک دن وہ درود پاک پڑھ رہا تھا دیکھا کہ ایک مچھلی جہاز کے ساتھ ساتھ آ رہی تھی اور وہ درود پاک سن رہی ہے۔ بعدازاں اتفاق سے وہ مچھلی جال میں پھنس گئی شکاری نے اس کو پکڑ کر بازار میں فروخت کر کے لے گیا وہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے خرید لی تاکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کروں گا۔

وہ مچھلی گھر لے گئے اور بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم اسے اچھی طرح بناؤ اور میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں دعوت عرض کرتا ہوں۔ بیوی نے مچھلی کو ہنڈیا میں ڈال کر چولہے پر رکھا نیچے آگ جلائی تاکہ مچھلی پک جائے مچھلی کا پکنا تو درکنار آگ بھی نہ جلتی تھی۔ جب آگ جلاتے بجھ جاتی تھک ہار کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "دنیا کی آگ کیا! اسے تو دوزخ کی آگ بھی نہ جلا سکے گی۔ کیونکہ جہاز پر سوار ایک آدمی درود پاک پڑھ رہا تھا اور یہ سنتی رہی۔ (منقول، از وعظ بے نظیر)

پل صراط پر بھی مددگار

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا میں نے آج رات عجیب منظر دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا کبھی وہ چلتا ہے کبھی گرتا ہے کبھی لٹک جاتا ہے، تو اس کا مجھ پر درود پاک پڑھا ہوا تھا وہ درود پاک آیا اور اس امتی کا ہاتھ پکڑا اسے پل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا اور پکڑے پکڑے اس کو پار کر دیا۔ (سعادۃ الدارین)

دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آب حیات ثابت ہوئی

جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کافی علیل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شدید علالت کا حال سنا تو عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مالدار آدمی ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر دوں اور ایک تہائی بیٹی کے لئے چھوڑ دوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اگر دو تہائی نہیں تو نصف ہی سہی'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''نہیں'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر ایک تہائی صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک تہائی بھی بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو تونگر اور مالدار چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ مفلس ہوں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اشکبار ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مکہ مکرمہ میں ہوں حالانکہ میں راہِ حق میں اس سرزمین کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ چکا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دلاسا دیا اور ان کے چہرے سے پیشانی اور شکم پر دستِ کرم پھیرا پھر دعا فرمائیں ''اے اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو کامل کر''۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے آب حیات ثابت ہوئی اور ان کی طبیعت اسی وقت بحال ہونے لگی یہاں تک

کہ وہ بالکل تندرست ہوکر مدینہ منورہ واپس گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹھنڈک آج تک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔

دولت ایمان سے نواز کر مسجد حرام کا موذن بنادیا

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوکر واپس تشریف لارہے تھے تو راستے میں ایک مقام پر نماز کا وقت آ گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ جب موذن اذان دے رہا تھا تو اس وقت چند نوجوان بھی موجود تھے جو ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ جب موذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان دے چکے تو وہ سب از راہِ تمسخر اذان کی نقل اتارنے لگے۔ ان میں سے ایک نوجوان کی آواز بہت بلند اور دلکش تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نوجوانوں کو بلا بھیجا۔ اور ان سے پوچھا کہ تم سے کون ہے جو بلند آواز سے اذان کی نقل اتار رہا تھا۔ سب نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نوجوان کو اذان دینے کا حکم دیا کہ میرے سامنے اذان دو، وہ مجبوراً حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا لیکن اذان کے کلمات سے پوری طرح واقف نہ تھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اذان کے کلمات بتاتے رہے۔ انہوں نے زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کلمات سنے وہی دہرا دیئے جوں جوں الفاظ دہراتے جاتے تھے سینے سے کفر وشرک کا زنگ دور ہوتا جاتا۔ اذان ختم ہوئی اور ساتھ ہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک تھیلی مرحمت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی پھر آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم اس نوجوان کے ماتھے، چہرے، سینے اور پیٹ پر ناف کی جگہ تک پھیرا اور تین مرتبہ یہ دعا دی۔

بارك الله فيك و بارك الله عليك

(اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل کرے)

یہ خوش بخت نوجوان جن کو سید خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ برکت کی دعا دی حضرت ابومحذورہ جمحی قرشی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس اذان دینے کا حکم دیا اس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض میرے نزدیک کوئی شے نہ تھی طوعاً وکرہاً میں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خود اذان بتلائی اور جوں ہی اذان ختم ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تھیلی چاندی کی مجھے دی اور میری پیشانی سے ناف تک اپنا دستِ کرم پھیرا پھر تین مرتبہ دعا دی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور دست کرم کی برکت سے مجھے دولت ایمان نصیب ہوئی۔ اور میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی مجھے مکہ معظمہ میں مسجد حرام شریف کا موذن مقرر فرما دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تم مسجد حرام شریف میں اذان دیا کرو۔

پتھر گرانے والا کل کیفر کردار تک پہنچ جائے گا

حضرت محمود رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی میں غزوہ خیبر میں نہایت ثابت قدمی سے داد شجاعت دی اثنائے جنگ ایک دن لڑائی میں شدت اور ہتھیاروں کے بوجھ سے تھک گئے اور قلعہ ناعم کی دیوار کے سائے میں

ستانے لگے تو کسی یہودی (بعض روایتوں میں کنانہ بن ابی الحقیق یا مرحب) نے ایک بھاری پتھر (غالباً چکی کا پاٹ) ان کے سر پر دے مارا اس سے حضرت محمود رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے اور پیشانی کی کھال منہ پر اتر آئی لوگ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھال کو اس کی جگہ پر لا کر کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھائی کی حالت دیکھ کر سخت مغموم تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تسلی رکھو۔ تیرے بھائی پر پتھر گرانے والا کل اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائے گا۔ لسانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکلے ہوئے الفاظ دوسرے دن یوں پورے ہوئے کہ حضرت محمود رضی اللہ عنہ پر پتھر گرانے والا یہودی دوسرے دن مارا گیا۔

۱۰۰ سال کی عمر تک بال سیاہ رہے

ایک دفعہ دوران گفتگو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیاس لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پانی طلب فرمایا۔ ایک خوش نصیب خوش صورت صحابی رضی اللہ عنہ جو لنگڑا کر چلتے تھے لپک کر اٹھے اور پیالے پانی بھر لائے۔ اچانک دیکھا کہ پانی میں ایک بال پڑا ہے انہوں نے جلدی سے یہ بال نکال کر باہر پھینک دیا اور صاف پانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ سرور دعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کے سر اور چہرے پر دستِ کرم پھیرا اور دعا فرمائی کہ "الٰہی اس کو صاحب جمال کر دے"۔

محبوب ذوالجلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ بڑھاپے میں بھی ان کے چہرے پر جوانی کی آب وتاب تھی اور سو سال کی عمر تک ان کے سر

اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صاحب جمال ہونے کی دعا پانے والے یہ خوش نصیب اور خوش قسمت حضرت عمرو بن اخطب انصاری تھے

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری خدائی

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ خدمت مصطفوی ﷺ میں حاضر ہیں اور آداب بندگی بجالا رہے ہیں۔ غلام کا انداز محبت دیکھ کر رحمت عالم کے محبت اور پیار سے فرمایا ''سل ربیعہ اے ربیعہ (رضی اللہ عنہ) سوال کرو مانگو دامن پھیلاؤ)

آج جو مانگو دیا جائے گا جو سوال کرو پورا کیا جائے گا جتنا دامن پھیلاؤ بھرا جائے گا۔

لیکن محبوب کریم ﷺ کی ادائے ذرہ نوازی کو دیکھ کر غلام مچل گیا اگر آج کا مسلمان ہوگا تو شائد جاگیر کا طالب ہوگا بزنس کا سوال کرتا جاہ وحشمت مانگتا لیکن وہ حضور سرور کائنات ﷺ کے پروردہ تھا دست سوال دراز کیا اور چشم فلک کو حیران کردیا عرض کی' مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔

یوں مختصر ترین سوال میں کیا کچھ مانگ لیا

(۱) جنت (۲) جنت میں اعلیٰ مقام (۳) اور دیدار مصطفوی ت ہمیشہ کے لئے مانگ لیا

آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلام کی طلب کو پسند فرماتے ہوئے فرماتے ہیں' اَوَ غَيْرَ ذَالِكَ '' اے میرے خدمت گزار غلام اور بھی مانگ

آج تو طلب کرتا جا ہم دیتے جاتے ہیں آج تو دامن کو پھیلاتا جا ہم تیرا دامن

بھرتے جائیں گے اور دست سوال دراز کرتا چلا جا تیری ہر آرزو اور ہر تمنا کو پورا کریں گے

جس کو جگر گوشہ حضور شہنشاہ گولڑہ اعلی حضرت پیر مہر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوب صورت انداز میں فرمایا

اب تنگی داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگے
ہیں آج وہ مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ
سلطان مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے اور بھی کچھ مانگ
جنت تو ملے گی تجھے سرکار کے صدق
سرکار سے جنت کے سوا اور بھی کچھ مانگ

مگر غلام نے یہی عرض کیا مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ

حضور جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں

گویا مختصر سے سوال میں یہی عرض کیا

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری خدائی

مصنف کی دیگر کتب

☆...... جمال البخاری ☆...... جمال الترمذی

☆...... جمال المسلم ☆...... جمال ابی داؤد

☆...... جمال نسائی ☆...... جمال ابن ماجہ

☆...... جمال المشکوٰۃ ☆...... جمال الاحادیث

عقائد اہل سنت پر شاندار لاجواب سلسلہ

☆...... جمال التاریخ ☆...... جمال الخطیب

☆...... جمال الاعتکاف ☆...... جمال العقائد

☆...... جمال الصوفیاء ☆...... چراغ غوث اعظم

مصنف کی دیگر کتب

جمال البخاری

جمال المسلم

جمال نسائی

جمال المشکوٰۃ

جمال التاریخ

جمال الاعتکاف

جمال الصوفیاء

جمال الترمذی

جمال ابی داؤد

جمال ابن ماجہ

جمال احادیث

جمال الخطیب

جمال العقائد

چراغ غوث اعظم